تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ

یہ ۵۱۳ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا ۵۱۴ ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا ۵۱۵ اور کوئی وہ ہے

بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ

جسے سب پر درجوں بلند کیا ۵۱۶ اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو کھلی نشانیاں دیں ۵۱۷ اور پاکیزہ روح سے

الْقُدُسِ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا

اس کی مدد کی ۵۱۸ اور اللہ چاہتا تو ان کے بعد والے آپس میں نہ لڑتے بعد اس کے کہ

جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ

ان کے پاس کھلی نشانیاں آچکیں ۵۱۹ لیکن وہ تو مختلف ہو گئے ان میں کوئی ایمان پر رہا اور کوئی کافر ہو گیا ۵۲۰

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿٢٥٣﴾ يٰٓاَيُّهَا

اور اللہ چاہتا تو وہ نہ لڑتے مگر اللہ جو چاہے کرے ۵۲۱ اے

نیکوں کے صدقہ میں دوسروں کی بلائیں بھی دفع فرماتا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایک صالح مسلمان کی برکت سے اس کے پڑوس کے سوگھر والوں کی بلا دفع فرماتا ہے۔ سبحان اللہ نیکوں کا قرب بھی فائدہ پہنچاتا ہے۔ (خازن) ۵۱۳ یہ حضرات جن کا ذکر ماسبق (گزشتہ آیات) میں اور خاص آیۂ ''اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ'' میں فرمایا گیا۔ ۵۱۴ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کے مراتب جدا گانہ ہیں، بعض حضرات سے بعض افضل ہیں اگرچہ نبوت میں کوئی تفرقہ نہیں، وصفِ نبوت میں سب شریک یک دِگر (برابر کے شریک) ہیں مگر خصائص و کمالات میں درجے متفاوت (الگ الگ) ہیں، یہی آیت کا مضمون ہے اور اسی پر تمام امت کا اجماع ہے۔ (خازن و مدارک) ۵۱۵ یعنی بے واسطہ جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور پر کلام سے مشرف فرمایا اور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلّم کو معراج میں۔ (جمل) ۵۱۶ وہ حضور پر نور سید انبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں کہ آپ کو بدرجاتِ کثیرہ تمام انبیاء علیہم السلام پر افضل کیا۔ اس پر تمام امت کا اجماع ہے اور بکثرت احادیث سے ثابت ہے۔ آیت میں حضور کی اس رفعت مرتبت کا بیان فرمایا گیا اور نام مبارک کی تصریح (وضاحت) نہ کی گئی۔ اس سے بھی حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عُلُوِّ شَان (مراتب کی بلندی) کا اظہار مقصود ہے کہ ذات والا کی یہ شان ہے کہ جب تمام انبیاء پر فضیلت کا بیان کیا جائے تو سوائے ذاتِ اقدس کے یہ وصف کسی پر صادق ہی نہ آئے اور کوئی اشتباہ راہ نہ پا سکے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ خصائص و کمالات جن میں آپ تمام انبیاء پر فائق و افضل ہیں اور آپ کا کوئی شریک نہیں، بے شمار ہیں کہ قرآن کریم میں یہ ارشاد ہوا: ''درجوں بلند کیا'' ان درجوں کی کوئی شمار قرآنِ کریم میں ذکر نہیں فرمائی، تو اب کون حد لگا سکتا ہے۔ ان بے شمار خصائص میں سے بعض کا اجمالی مختصر بیان یہ ہے کہ آپ کی رسالت عامہ ہے، تمام کائنات آپ کی امت ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا''، دوسری آیت میں فرمایا: ''لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا''، مسلم شریف کی حدیث میں ارشاد ہوا: ''اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلَائِقِ كَآفَّةً'' اور آپ پر نبوت ختم کی گئی۔ قرآن پاک میں آپ کو خاتم النبیین فرمایا۔ حدیث شریف میں ارشاد ہوا: ''خُتِمَ بِیَ النَّبِيُّوْنَ'' آیات بینات و معجزات باہرات میں آپ کو تمام انبیاء پر افضل فرمایا گیا، آپ کی امت کو تمام امتوں پر افضل کیا گیا، شفاعت کبریٰ آپ کو مرحمت ہوئی، قربِ خاص معراج آپ کو ملا، علمی و عملی کمالات میں آپ کو سب سے اعلیٰ کیا اور اس کے علاوہ بے انتہا خصائص آپ کو عطا ہوئے۔ (مدارک، جمل، خازن، بیضاوی وغیرہ) ۵۱۷ جیسے مردے کو زندہ کرنا، بیماروں کو تندرست کرنا، مٹی سے پرند بنانا، غیب کی خبریں دینا وغیرہ۔ ۵۱۸ یعنی جبریل علیہ السلام سے جو ہمیشہ آپ کے ساتھ رہتے تھے۔ ۵۱۹ یعنی انبیاء علیہم السلام کے معجزات۔ ۵۲۰ یعنی انبیاء سابقین کی امتیں بھی ایمان و کفر میں مختلف رہیں یہ نہ ہوا کہ تمام امت مطیع ہو جاتی۔ ۵۲۱ اس کے ملک میں اس کی مشیت کے خلاف کچھ نہیں ہو سکتا اور یہی خدا کی شان ہے۔

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ

ایمان والو اللہ کی راہ میں ہمارے دیئے میں سے خرچ کرو وہ دن آنے سے پہلے جس میں نہ خرید فروخت

فِیْهِ وَ لَا خُلَّةٌ وَّ لَا شَفَاعَةٌ ؕ وَ الْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۵۴﴾ اَللّٰهُ لَاۤ

ہے نہ کافروں کے لیے دوستی نہ شفاعت اور کافر خود ہی ظالم ہیں ف۵۲۲ اللہ ہے جس

اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ۬ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی

کے سوا کوئی معبود نہیں ف۵۲۳ وہ آپ زندہ اوروں کا قائم رکھنے والا ف۵۲۴ اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند ف۵۲۵ اسی کا ہے جو کچھ

السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ

آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ف۵۲۶ وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے بے اس کے حکم کے ف۵۲۷

یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ۚ وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ

جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ف۵۲۸ اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے

اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ۚ وَ لَا یَـُٔوْدُهٗ

مگر جتنا وہ چاہے ف۵۲۹ اس کی کرسی میں سمائے ہوئے ہیں آسمان اور زمین ف۵۳۰ اور اسے بھاری نہیں

حِفْظُهُمَا ۚ وَ هُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ﴿۲۵۵﴾ لَاۤ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ ۙ۫ قَدْ تَّبَیَّنَ

ان کی نگہبانی اور وہی ہے بلند بڑائی والا ف۵۳۱ کچھ زبردستی نہیں دین میں ف۵۳۲ بے شک خوب جدا ہوگئی ہے

ف۵۲۲ کہ انہوں نے زندگانی دنیا میں روزِ حاجت یعنی قیامت کے لئے کچھ نہ کیا۔ ف۵۲۳ اس میں اللہ تعالیٰ کی اُلُوْہِیَّت اور اس کی توحید کا بیان ہے۔ اس آیت کو آیت الکرسی کہتے ہیں، احادیث میں اس کی بہت فضیلتیں وارد ہیں۔ ف۵۲۴ یعنی واجب الوجود اور عالَم کا اِیجاد کرنے اور تدبیر فرمانے والا۔ ف۵۲۵ کیونکہ یہ نقص ہے اور وہ نقص وعیب سے پاک۔ ف۵۲۶ اس میں اس کی مالکیت اور نفاذِ امر وتصرف کا بیان ہے اور نہایت لطیف پیرایہ میں ردِ شرک ہے کہ جب سارا جہان اس کی مِلک ہے تو شریک کون ہو سکتا ہے! مشرکین یا تو کواکب کو پوجتے ہیں جو آسمانوں میں ہیں یا دریاؤں، پہاڑوں، پتھروں، درختوں، جانوروں، آگ وغیرہ کو جو زمین میں ہیں۔ جب آسمان و زمین کی ہر چیز اللہ کی ملک ہے تو یہ کیسے پوجنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ ف۵۲۷ اس میں مشرکین کا رد ہے جن کا گمان تھا کہ بت شفاعت کریں گے، انہیں بتا دیا گیا کہ کفار کے لیے شفاعت نہیں۔ اللہ کے حضور ماذونین (اجازت یافتہ لوگوں) کے سوا کوئی شفاعت نہیں کر سکتا اور اذن والے انبیاء و ملائکہ ومؤمنین ہیں۔ ف۵۲۸ یعنی ماقبل و مابعد یا امور دنیا و آخرت۔ ف۵۲۹ اور جن کو وہ مطلع فرمائے وہ انبیاء ورسل ہیں جن کو غیب پر مطلع فرمانا ان کی نبوت کی دلیل ہے۔ دوسری آیت میں ارشاد فرمایا: "فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ" (خازن) ف۵۳۰ اس میں اس کی عظمتِ شان کا اظہار ہے اور کرسی سے یا علم وقدرت مراد ہے یا عرش یا وہ جو عرش کے نیچے اور ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے اور ممکن ہے کہ یہ وہی ہو جو "فَلَكُ الْبُرُوْج" کے نام سے مشہور ہے۔ ف۵۳۱ اس آیت میں الٰہیات کے اعلیٰ مسائل کا بیان ہے اور اس سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے، الٰہیت میں واحد ہے، حیات کے ساتھ متصف ہے، واجب الوجود اپنے ماسوا کا موجد ہے، تحیّز وحلول سے منزّہ اور تغیر اور فتور سے مبرّا ہے، نہ کسی کو اس سے مشابہت، نہ عوارضِ مخلوق کو اس تک رسائی، ملک وملکوت کا مالک، اصول وفروع کا مُبدِع، قوی گرفت والا، جس کے حضور سوائے ماذون (اجازت یافتہ) کے کوئی شفاعت کے لیے لب نہ ہلا سکے، تمام اشیاء کا جاننے والا، جلی (ظاہر) کا بھی اور خفی کا بھی، کلی کا بھی اور جزئی کا بھی، وَاسِعُ الْمُلْكِ وَالْقُدْرَةِ، اِدراک ووہم وفہم سے برتر و بالا۔ ف۵۳۲ صفات الٰہیہ کے بعد "لَاۤ اِكْرَاهَ

الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ۚ فَمَنْ یَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ یُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ

نیک راہ گمراہی سے تو جو شیطان کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان لائے ف۵۳۳ اس نے

اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۵۶﴾

بڑی محکم گرہ تھامی جسے کبھی کھلنا نہیں اور اللہ سنتا جانتا ہے

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۙ یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ۬

اللہ والی ہے مسلمانوں کا انہیں اندھیریوں سے ف۵۳۴ نور کی طرف نکالتا ہے

وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى

اور کافروں کے حمایتی شیطان ہیں وہ انہیں نور سے اندھیریوں کی طرف

الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵۷﴾ ع اَلَمْ تَرَ اِلَى

نکالتے ہیں یہی لوگ دوزخ والے ہیں انہیں ہمیشہ اس میں رہنا اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تھا

الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ

اسے جو ابراہیم سے جھگڑا اس کے رب کے بارے میں اس پر ف۵۳۵ کہ اللہ نے اسے بادشاہی دی ف۵۳۶ جب کہ ابراہیم نے کہا کہ

رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَ اُمِیْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ

میرا رب وہ ہے کہ جلاتا اور مارتا ہے ف۵۳۷ بولا میں جلاتا اور مارتا ہوں ف۵۳۸ ابراہیم نے فرمایا

ع ۳۴ / ۲ وقف لازم

فِی الدِّیْنِ ''فرمانے میں یہ اِشعار (بتادینا) ہے کہ اب عاقل کے لیے قبول حق میں تأمل کی کوئی وجہ باقی نہ رہی۔ ف۵۳۳ اس میں اشارہ ہے کہ کافر کے لیے اوّل اپنے کفر سے توبہ و بیزاری ضرور ہے، اس کے بعد ایمان لانا صحیح ہوتا ہے۔ ف۵۳۴ کفر وضلالت کی، ایمان و ہدایت کی روشنی اور ف۵۳۵ غرور وتکبر پر۔ ف۵۳۶ اور تمام زمین کی سلطنت عطا فرمائی، اس پر اس نے بجائے شکر وطاعت کے تکبر و تجبر کیا اور ربوبیت کا دعویٰ کرنے لگا۔ اس کا نام نمرود بن کنعان تھا۔ سب سے پہلے سر پر تاج رکھنے والا یہی ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو خدا پرستی کی دعوت دی، خواہ آگ میں ڈالے جانے سے قبل یا اس کے بعد تو وہ کہنے لگا کہ تمہارا رب کون ہے جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو؟ ف۵۳۷ یعنی اجسام میں موت وحیات پیدا کرتا ہے۔ ایک خدا ناشناس کے لیے یہ بہترین ہدایت تھی اور اس میں بتایا گیا تھا کہ خود تیری زندگی اس کے وجود کی شاہد ہے کہ تو ایک بے جان نطفہ تھا، جس (ذات) نے اس کو انسانی صورت دی اور حیات عطا فرمائی وہ رب ہے اور زندگی کے بعد پھر زندہ اجسام کو جو موت دیتا ہے وہ پروردگار ہے، اس کی قدرت کی شہادت خود تیری اپنی موت وحیات میں موجود ہے، اس کے وجود سے بے خبر رہنا کمال جہالت و سفاہت (بے وقوفی) اور انتہائی بدنصیبی ہے۔ یہ دلیل ایسی زبردست تھی کہ اس کا جواب نمرود سے بن نہ پڑا اور اس خیال سے کہ مجمع کے سامنے اس کو لاجواب اور شرمندہ ہونا پڑتا ہے اس نے کج بحثی (فضول تکرار) اختیار کی۔ ف۵۳۸ نمرود نے دو شخصوں کو بلایا، ان میں سے ایک کو قتل کیا، ایک کو چھوڑ دیا اور کہنے لگا کہ میں بھی جلاتا مارتا ہوں، یعنی کسی کو گرفتار کر کے چھوڑ دینا اس کو جلانا ہے، یہ اس کی نہایت احمقانہ بات تھی، کہاں قتل کرنا اور چھوڑنا اور کہاں موت وحیات پیدا کرنا! قتل کیے ہوئے شخص کو زندہ کرنے سے عاجز رہنا اور بجائے اس کے زندہ کے چھوڑنے کو جلانا کہنا ہی اس کی ذلت کے لیے کافی تھا۔ عقلاء پر اسی سے ظاہر ہوگیا کہ جو حجت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قائم فرمائی وہ قاطع ہے اور اس کا جواب ممکن نہیں، لیکن چونکہ نمرود کے جواب میں شانِ دعویٰ پیدا ہوگئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس پر مناظرانہ گرفت فرمائی کہ موت وحیات کا پیدا کرنا تو تیرے مقدور (اختیار) میں نہیں، اے ربوبیت کے جھوٹے مدعی! تو اس سے سہل (آسان) کام ہی کر

فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ

تو اللہ سورج کو لاتا ہے پورب (مشرق) سے تو اس کو پچھّم (مغرب) سے لے آ ف۵۳۹ تو ہوش اُڑ گئے

الَّذِیْ كَفَرَؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَۚ(۲۵۸) اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰى

کافر کے اور اللہ راہ نہیں دکھاتا ظالموں کو یا اس کی طرح جو گزرا

قَرْیَةٍ وَّ هِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَاۚ قَالَ اَنّٰى یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ

ایک بستی پر ف۵۴۰ اور وہ ڈھئی (گری) پڑی تھی اپنی چھتوں پر ف۵۴۱ بولا اسے کیونکر جِلائے گا اللہ اس کی

دکھا جو ایک متحرک جسم کی حرکت کا بدلنا ہے۔ ف۵۳۹ یہ بھی نہ کر سکے تو ربوبیت کا دعوٰی کس منہ سے کرتا ہے! مسئلہ: اس آیت سے علم کلام میں مناظرہ کرنے کا ثبوت ہوتا ہے۔ ف۵۴۰ بقولِ اکثر یہ واقعہ حضرت عزیر علیہ السلام کا ہے اور بستی سے بَیْتُ الْمَقْدِس مراد ہے۔ جب بخت نصر بادشاہ نے بَیْتُ الْمَقْدِس کو ویران کیا اور بنی اسرائیل کو قتل کیا، گرفتار کیا، تباہ کر ڈالا، پھر حضرت عزیز علیہ السلام وہاں گذرے، آپ کے ساتھ ایک برتن کھجور اور ایک پیالہ انگور کا رس تھا اور آپ ایک دراز گوش پر سوار تھے تمام بستی میں پھرے کسی شخص کو وہاں نہ پایا۔ بستی کی عمارتوں کو منہدم دیکھا تو آپ نے براہ تعجب کہا: ''اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا'' (اسے کیونکر جلائے گا اللہ اس کی موت کے بعد!) اور آپ نے اپنی سواری کے حمار کو وہاں باندھ دیا اور آپ نے آرام فرمایا، اسی حالت میں آپ کی روح قبض کر لی گئی اور گدھا بھی مر گیا۔ یہ صبح کے وقت کا واقعہ ہے، اس سے ستر برس بعد اللہ تعالیٰ نے شاہان فارس میں سے ایک بادشاہ کو مسلط کیا اور وہ اپنی فوجیں لے کر بیت المقدس پہنچا اور اس کو پہلے سے بھی بہتر طریقہ پر آباد کیا اور بنی اسرائیل میں سے جو لوگ باقی رہے تھے اللہ تعالیٰ انہیں پھر یہاں لایا اور وہ بیت المقدس اور اس کے نواح میں آباد ہوئے اور ان کی تعداد بڑھتی رہی اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام کو دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ رکھا اور کوئی آپ کو نہ دیکھ سکا۔ جب آپ کی وفات کو سو برس گذر گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندہ کیا، پہلے آنکھوں میں جان آئی، ابھی تک تمام جسم مردہ تھا، وہ آپ کے دیکھتے دیکھتے زندہ کیا گیا۔ یہ واقعہ شام کے وقت غروبِ آفتاب کے قریب ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم یہاں کتنے دن ٹھہرے؟ آپ نے اندازہ سے عرض کیا کہ ایک دن یا کچھ کم۔ آپ کا خیال یہ ہوا کہ یہ اسی دن کی شام ہے جس کی صبح کو سوئے تھے۔ فرمایا: نہیں بلکہ تم سو برس ٹھہرے، اپنے کھانے اور پانی یعنی کھجور اور انگور کے رس کو دیکھئے کہ ویسا ہی ہے اس میں بو تک نہ آئی اور اپنے گدھے کو دیکھئے۔ دیکھا تو وہ مر گیا تھا، گل گیا، اعضاء بکھر گئے تھے، ہڈیاں سفید چمک رہی تھیں، آپ کی نگاہ کے سامنے اس کے اعضاء جمع ہوئے، اعضاء اپنے اپنے مواقع پر آئے، ہڈیوں پر گوشت چڑھا، گوشت پر کھال آئی، بال نکلے، پھر اس میں روح پھونکی، وہ اٹھ کھڑا ہوا اور آواز کرنے لگا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کیا اور فرمایا: میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے، پھر آپ اپنی اس سواری پر سوار ہو کر اپنے محلّہ میں تشریف لائے، سر اقدس اور ریش مبارک کے بال سفید تھے، عمر وہی چالیس سال کی تھی، کوئی آپ کو نہ پہچانتا تھا۔ اندازے سے اپنے مکان پر پہنچے ایک ضعیف بڑھیا ملی جس کے پاؤں رہ گئے تھے، وہ نابینا ہو گئی تھی، وہ آپ کے گھر کی باندی تھی اور اس نے آپ کو دیکھا تھا۔ آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ یہ عزیر کا مکان ہے؟ اس نے کہا: ہاں، اور عزیر کہاں! انہیں مفقود (گم) ہوئے سو برس گذر گئے یہ کہہ کر خوب روئی۔ آپ نے فرمایا: میں عزیر ہوں۔ اس نے کہا: سبحان اللہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے سو برس مردہ رکھا، پھر زندہ کیا۔ اس نے کہا: حضرت عزیر ''مُسْتَجَابُ الدَّعْوَات'' تھے، جو دعا کرتے قبول ہوتی، آپ دعا کیجئے کہ میں بینا ہو جاؤں تاکہ میں اپنی آنکھوں سے آپ کو دیکھوں۔ آپ نے دعا فرمائی، وہ بینا ہوئی، آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اٹھ خدا کے حکم سے یہ فرماتے ہی اس کے مارے ہوئے پاؤں درست ہو گئے۔ اس نے آپ کو دیکھ کر پہچانا اور کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ بیشک حضرت عزیر ہیں۔ وہ آپ کو بنی اسرائیل کے محلّہ میں لے گئی وہاں ایک مجلس میں آپ کے فرزند تھے جن کی عمر ایک سو اٹھارہ سال کی ہو چکی تھی اور آپ کے پوتے بھی تھے جو بوڑھے ہو چکے تھے، بڑھیا نے مجلس میں پکارا کہ یہ حضرت عزیر تشریف لے آئے، اہل مجلس نے اس کو جھٹلایا اس نے کہا: مجھے دیکھو! آپ کی دعا سے میری یہ حالت ہو گئی۔ لوگ اٹھے اور آپ کے پاس آئے آپ کے فرزند نے کہا کہ میرے والد صاحب کے شانوں کے درمیان سیاہ بالوں کا ایک ہلال تھا۔ جسم مبارک کھول کر دکھایا گیا تو وہ موجود تھا۔ اس زمانہ میں توریت کا کوئی نسخہ نہ رہا تھا، کوئی اس کا جاننے والا موجود نہ تھا، آپ نے تمام توریت حفظ پڑھ دی۔ ایک شخص نے کہا کہ مجھے اپنے والد سے معلوم ہوا کہ بخت نصر کی ستم انگیزیوں کے بعد گرفتاری کے زمانہ میں میرے دادا نے توریت ایک جگہ دفن کر دی تھی اس کا پتہ مجھے معلوم ہے، اس پتہ پر جستجو کر کے توریت کا وہ مدفون نسخہ نکالا گیا اور حضرت عزیر علیہ السلام نے اپنی یاد سے جو توریت لکھائی تھی اس سے مقابلہ کیا گیا تو ایک حرف کا فرق نہ تھا۔ (جمل) ف۵۴۱ کہ پہلے چھتیں گریں پھر ان پر دیواریں آپڑیں۔

مَوْتِهَا ج فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ط قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ط قَالَ

موت کے بعد تو اللہ نے اسے مردہ رکھا سو برس پھر زندہ کر دیا فرمایا تو یہاں کتنا ٹھہرا عرض کی

لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ ط قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى

دن بھر ٹھہرا ہوں گا یا کچھ کم فرمایا نہیں بلکہ تجھے سو برس گزر گئے اور اپنے

طَعَامِكَ وَ شَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْ ج وَ انْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ قف وَ لِنَجْعَلَكَ

کھانے اور پانی کو دیکھ کہ اب تک بو نہ لایا اور اپنے گدھے کو دیکھ (کہ جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں) اور یہ اس لیے کہ تجھے ہم لوگوں

اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَ انْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَیْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ط

کے واسطے نشانی کریں اور ان ہڈیوں کو دیکھ کیونکر ہم انہیں اُٹھان دیتے پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں

فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗ لا قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۲۵۹) وَ اِذْ قَالَ

جب یہ معاملہ اس پر ظاہر ہو گیا بولا میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے اور جب عرض کی

اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى ط قَالَ اَوَ لَمْ تُؤْمِنْ ط قَالَ بَلٰى

ابراہیم نے ف۵۴۲ اے رب میرے مجھے دکھا دے تو کیونکر مُردے جلائے گا فرمایا کیا تجھے یقین نہیں ف۵۴۳ عرض کی یقین کیوں نہیں

وَ لٰكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ قَلْبِیْ ط قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ

مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے ف۵۴۴ فرمایا تو اچھا چار پرندے لے کر اپنے ساتھ

اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا ط

ہلالے ف۵۴۵ پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے پھر انہیں بلا وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے ف۵۴۶

ف۵۴۲ مفسرین نے لکھا ہے کہ سمندر کے کنارے ایک آدمی مرا پڑا تھا۔ جوار بھاٹے میں سمندر کا پانی چڑھتا اترتا رہتا ہے، جب پانی چڑھتا تو مچھلیاں اس لاش کو کھاتیں، جب اتر جاتا تو جنگل کے درندے کھاتے، جب درندے جاتے تو پرند کھاتے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ ملاحظہ فرمایا تو آپ کو شوق ہوا کہ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ مردے کس طرح زندہ کئے جائیں گے؟ آپ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا: یارب! مجھے یقین ہے کہ تو مردوں کو زندہ فرمائے گا اور ان کے اجزاء دریائی جانوروں اور درندوں کے پیٹ اور پرندوں کے پوٹوں سے جمع فرمائے گا، لیکن میں یہ عجیب منظر دیکھنے کی آرزو رکھتا ہوں۔ مفسرین کا ایک قول یہ بھی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل کیا، ملک الموت حضرت رب العزت سے اذن لے کر آپ کو یہ بشارت سنانے آئے، آپ نے بشارت سن کر اللہ کی حمد کی اور ملک الموت سے فرمایا کہ اس خُلّت کی علامت کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یہ کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دعا قبول فرمائے اور آپ کے سوال پر مردے زندہ کرے۔ تب آپ نے یہ دعا کی۔ (خازن) ف۵۴۳ اللہ تعالیٰ عالمِ غیب وشہادت ہے اُس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کمالِ ایمان ویقین کا علم ہے باوجود اِس کے یہ سوال فرمانا کہ کیا تجھے یقین نہیں؟ اس لئے ہے کہ سامعین کو سوال کا مقصد معلوم ہو جائے اور وہ جان لیں کہ یہ سوال کسی شک وشبہ کی بناء پر نہ تھا۔ (بیضاوی وجمل وغیرہ) ف۵۴۴ اور انتظار کی بے چینی رفع ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: معنی یہ ہیں کہ اس علامت سے میرے دل کو تسکین ہو جائے کہ تو نے مجھے اپنا خلیل بنایا۔ ف۵۴۵ تاکہ اچھی طرح شناخت ہو جائے۔ ف۵۴۶ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار پرند لیے: مور، مرغ، کبوتر، کوا۔ انہیں بحکم الٰہی ذبح کیا، ان کے پر

وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٦٠﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ

اور جان رکھ کہ اللہ غالب حکمت والا ہے ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں

سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ

خرچ کرتے ہیں ف۵۴۷ اس دانہ کی طرح جس نے اوگائیں سات بالیں ف۵۴۸ ہر بال میں سو

حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٦١﴾ اَلَّذِيْنَ

دانے ف۵۴۹ اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لیے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے وہ جو

يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ

اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ف۵۵۰ پھر دیے پیچھے نہ احسان رکھیں نہ

اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

تکلیف دیں ف۵۵۱ ان کا نیگ (اجر و ثواب) ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو نہ

يَحْزَنُوْنَ ﴿٢٦٢﴾ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ

کچھ غم اچھی بات کہنا اور در گزر کرنا ف۵۵۲ اس خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد

اکھاڑے اور قیمہ کر کے ان کے اجزاء باہم خلط کر دیے اور اس مجموعہ کے کئی حصے کیے۔ ایک ایک حصہ ایک ایک پہاڑ پر رکھا اور سر سب کے اپنے پاس محفوظ رکھے پھر فرمایا: چلے آؤ! حکمِ الٰہی سے۔ یہ فرماتے ہی وہ اجزاء اڑے اور ہر ہر جانور کے اجزاء علیحدہ علیحدہ ہو کر اپنی ترتیب سے جمع ہوئے اور پرندوں کی شکلیں بن کر اپنے پاؤں سے دوڑتے حاضر ہوئے اور اپنے اپنے سروں سے مل کر بعینہ پہلے کی طرح مکمل ہو کر اڑ گئے۔ سبحان اللہ **ف۵۴۷** خواہ خرچ کرنا واجب ہو یا نفل، تمام ابوابِ خیر کو عام ہے خواہ کسی طالب علم کو کتاب خرید کر دی جائے یا کوئی شفا خانہ بنا دیا جائے یا اموات کے ایصالِ ثواب کے لیے تیجہ، دسویں، بیسویں، چالیسویں کے طریقہ پر مساکین کو کھانا کھلایا جائے۔ **ف۵۴۸** اُگانے والا حقیقت میں اللہ ہی ہے دانہ کی طرف اس کی نسبت مجازی ہے۔ **مسئلہ:** اس سے معلوم ہوا کہ اسناد مجازی جائز ہے جبکہ اسناد کرنے والا غیر خدا کو "مُسْتَقِل فِي التَّصَرُّف" اعتقاد نہ کرتا ہو۔ اسی لیے یہ کہنا جائز ہے کہ یہ دوا نافع ہے، یہ مضر ہے، یہ درد کی دافع ہے، ماں باپ نے پالا، عالم نے گمراہی سے بچایا، بزرگوں نے حاجت روائی کی وغیرہ، سب میں اسناد مجازی ہے اور مسلمان کے اعتقاد میں فاعلِ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے باقی سب وسائل۔ **ف۵۴۹** تو ایک دانہ کے سات سو دانے ہو گئے، اسی طرح راہِ خدا میں خرچ کرنے سے سات سو گنا اجر ہو جاتا ہے۔ **ف۵۵۰ شانِ نزول:** یہ آیت حضرت عثمان غنی و حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر لشکرِ اسلام کے لیے ایک ہزار اونٹ مع سامان پیش کیے اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار ہزار درہم صدقہ کے بارگاہِ رسالت میں حاضر کیے اور عرض کیا کہ میرے پاس کل آٹھ ہزار درہم تھے، نصف میں نے اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لیے رکھ لیے اور نصف راہِ خدا میں حاضر ہیں، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: جو تم نے دیے اور جو تم نے رکھے اللہ تعالیٰ دونوں میں برکت فرمائے۔ **ف۵۵۱** احسان رکھنا تو یہ کہ دینے کے بعد دوسروں کے سامنے اظہار کریں کہ ہم نے تیرے ساتھ ایسے ایسے سلوک کیے اور اس کو مُکَدَّر (رنجیدہ و غمگین) کریں اور تکلیف دینا یہ کہ اس کو عار دلائیں کہ تو نادار تھا، مفلس تھا، مجبور تھا، نکما تھا، ہم نے تیری خبر گیری کی یا اور طرح دباؤ دیں، یہ ممنوع فرمایا گیا۔ **ف۵۵۲** یعنی اگر سائل کو کچھ نہ دیا جائے تو اس سے اچھی بات کہنا اور خوش خلقی کے ساتھ جواب دینا جو اس کو ناگوار نہ گذرے اور اگر وہ سوال میں اصرار کرے یا زبان درازی کرے تو اس سے درگزر کرنا۔

أَذًى ۗ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيمٌ ﴿۲۶۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تُبْطِلُوا

ستانا ہو ۵۵۳ اور اللہ بے پروا حِلم والا ہے اے ایمان والو اپنے صدقے

صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا

باطل نہ کر دو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر ۵۵۴ اس کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرے اور

يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۖ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ

اللہ اور قیامت پر ایمان نہ لائے تو اس کی کہاوت ایسی ہے جیسے ایک چٹان کہ اس پر مٹی ہے

فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ۖ لَا يَقْدِرُونَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا ۗ

اب اس پر زور کا پانی پڑا جس نے اسے نرا پتھر کر چھوڑا ۵۵۵ اپنی کمائی سے کسی چیز پر قابو نہ پائیں گے

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِينَ ﴿۲۶۴﴾ وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ

اور اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا اور ان کی کہاوت جو اپنے مال

اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ

اللہ کی رضا چاہنے میں خرچ کرتے ہیں اور اپنے دل جمانے کو ۵۵۶ اس باغ کی سی ہے

بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ

جو بھوڑ (ریتلی زمین) پر ہو اس پر زور کا پانی پڑا تو دونے میوے لایا پھر اگر زور کا مینھ اسے نہ پہنچے

فَطَلٌّ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۲۶۵﴾ اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُونَ لَهٗ

تو اوس کافی ہے ۵۵۷ اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے ۵۵۸ کیا تم میں کوئی اسے پسند رکھے گا ۵۵۹ کہ اس کے پاس

جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيهَا مِنْ كُلِّ

ایک باغ ہو کھجوروں اور انگوروں کا ۵۶۰ جس کے نیچے ندیاں بہتیں اس کے لیے اس میں ہر قسم کے

---

۵۵۳ عار دلا کر یا احسان جتا کر یا اور کوئی تکلیف پہنچا کر۔ ۵۵۴ یعنی جس طرح منافق کو رضائے الٰہی مقصود نہیں ہوتی، وہ اپنا مال ریاکاری کے لئے خرچ کرکے ضائع کر دیتا ہے اس طرح تم احسان جتا کر اور ایذا دے کر اپنے صدقات کا اجر ضائع نہ کرو۔ ۵۵۵ یہ منافق ریاکار کے عمل کی مثال ہے کہ جس طرح پتھر پر مٹی نظر آتی ہے لیکن بارش سے وہ سب دور ہو جاتی ہے خالی پتھر رہ جاتا ہے، یہی حال منافق کے عمل کا ہے کہ دیکھنے والوں کو معلوم ہوتا ہے کہ عمل ہے اور روز قیامت وہ تمام عمل باطل ہوں گے کیونکہ رضائے الٰہی کے لیے نہ تھے۔ ۵۵۶ راہ خدا میں خرچ کرنے پر۔ ۵۵۷ یہ مومن مخلص کے اعمال کی ایک مثال ہے کہ جس طرح بلند خطہ کی بہتر زمین کا باغ ہر حال میں خوب پھلتا ہے خواہ بارش کم ہو یا زیادہ، ایسے ہی بااخلاص مومن کا صدقہ اور انفاق خواہ کم ہو یا زیادہ ہو، اللہ تعالیٰ اس کو بڑھاتا ہے۔ ۵۵۸ اور تمہاری نیت و اخلاص کو جانتا ہے۔ ۵۵۹ یعنی کوئی پسند نہ کرے گا کیونکہ یہ بات کسی عاقل کے گوارا کرنے کے قابل نہیں ہے۔ ۵۶۰ گرچہ اس باغ میں بھی قسم قسم کے درخت ہوں مگر کھجور اور انگور کا ذکر اس لیے کیا کہ یہ نفیس میوے ہیں۔

الثَّمَرٰتِ ۙ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۖۚ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ

پھلوں سے ہے ف۵۶۱ اور اسے بڑھاپا آیا ف۵۶۲ اور اس کے ناتواں بچے ہیں ف۵۶۳ تو آیا اس پر ایک بگولا (انتہائی تیز ہوا کا چکر)

فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ

جس میں آگ تھی تو جل گیا ف۵۶۴ ایسا ہی بیان کرتا ہے اللہ تم سے اپنی آیتیں کہ کہیں تم

تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۶۶﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ

دھیان لگاؤ ف۵۶۵ اے ایمان والو اپنی پاک کمائیوں میں سے کچھ دو ف۵۶۶

وَمِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۪ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ

اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالا ف۵۶۷ اور خاص ناقص کا ارادہ نہ کرو کہ

تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ

دو تو اس میں سے ف۵۶۸ اور تمہیں ملے تو نہ لو گے جب تک اس میں چشم پوشی نہ کرو اور جان رکھو کہ اللہ

غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۲۶۷﴾ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ

بے پرواہ سراہا گیا ہے شیطان تمہیں اندیشہ دلاتا ہے ف۵۶۹ محتاجی کا اور حکم دیتا ہے بے حیائی کا ف۵۷۰

وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۸﴾ ۖۙ يُّؤْتِی

اور اللہ تم سے وعدہ فرماتا ہے بخشش اور فضل کا ف۵۷۱ اور اللہ وسعت والا علم والا ہے اللہ

ف۵۶۱ یعنی وہ باغ فرحت انگیز و دلکشا بھی ہے اور نافع اور عمدہ جائداد بھی۔ ف۵۶۲ جو حاجت کا وقت ہوتا ہے اور آدمی کسب و معاش کے قابل نہیں رہتا۔ ف۵۶۳ جو کمانے کے قابل نہیں اور ان کی پرورش کی حاجت ہے۔ غرض وقت نہایت شدت حاجت کا ہے اور دار و مدار صرف باغ پر اور باغ بھی نہایت عمدہ ہے۔ ف۵۶۴ وہ باغ۔ تو اس وقت اس کے رنج و غم اور حسرت و یاس کی کیا انتہا ہے، یہی حال اس کا ہے جس نے اعمال حسنہ تو کیے ہوں مگر رضائے الٰہی کے لیے نہیں بلکہ ریا کی غرض سے، اور وہ اس گمان میں ہو کہ میرے پاس نیکیوں کا ذخیرہ ہے مگر جب شدتِ حاجت کا وقت یعنی قیامت کا دن آئے تو اللہ تعالیٰ ان اعمال کو نامقبول کر دے، اس وقت اس کو کتنا رنج اور کتنی حسرت ہوگی۔ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ آپ کے علم میں یہ آیت کس باب میں نازل ہوئی؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ مثال ہے ایک دولت مند شخص کے لیے جو نیک عمل کرتا ہو پھر شیطان کے اغوا سے گمراہ ہو کر اپنی تمام نیکیوں کو ضائع کر دے۔ (مدارک و خازن) ف۵۶۵ اور سمجھو کہ دنیا فانی اور عاقبت آنی ہے۔ ف۵۶۶ مسئلہ: اس سے کسب کی اباحت اور اموال تجارت میں زکوٰۃ ثابت ہوتی ہے۔ (خازن و مدارک) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آیت صدقہ نافلہ و فرضیہ دونوں کو عام ہو۔ (تفسیر احمدی) ف۵۶۷ خواہ وہ غلے ہوں یا پھل یا معادن وغیرہ۔ ف۵۶۸ شان نزول: بعض لوگ خراب مال صدقہ میں دیتے تھے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ مسئلہ: مصدق یعنی صدقہ وصول کرنے والے کو چاہیے کہ وہ متوسط مال لے، نہ بالکل خراب نہ سب سے اعلیٰ۔ ف۵۶۹ کہ اگر خرچ کرو گے، صدقہ دو گے تو نادار ہو جاؤ گے۔ ف۵۷۰ یعنی بخل کا اور زکوٰۃ و صدقہ نہ دینے کا۔ اس آیت میں یہ لطیفہ ہے کہ شیطان کسی طرح بخل کی خوبی ذہن نشین نہیں کر سکتا اس لیے وہ یہی کرتا ہے کہ خرچ کرنے سے ناداری کا اندیشہ دلا کر روکے۔ آج کل جو لوگ خیرات کو روکنے پر مُصر (ڈٹے ہوئے) ہیں وہ بھی اسی حیلہ سے کام لیتے ہیں۔ ف۵۷۱ صدقہ دینے پر اور خرچ کرنے پر۔

الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ؕ

حکمت دیتا ہے ف۵۷۲ جسے چاہے اور جسے حکمت ملی اسے بہت بھلائی ملی

وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۶۹﴾ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ

اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے اور تم جو خرچ کرو ف۵۷۳ یا منت

مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۲۷۰﴾ اِنْ تُبْدُوا

مانو ف۵۷۴ اللہ کو اس کی خبر ہے ف۵۷۵ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں اگر خیرات

الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ

علانیہ دو تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر چھپا کر فقیروں کو دو یہ تمہارے لیے سب سے بہتر ہے ف۵۷۶

وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۷۱﴾ لَيْسَ

اور اس میں تمہارے کچھ گناہ گھٹیں گے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے انہیں راہ

عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ

دینا تمہارے ذمہ لازم نہیں ف۵۷۷ ہاں اللہ راہ دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور تم جو اچھی چیز دو

خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا

تو تمہارا ہی بھلا ہے ف۵۷۸ اور تمہیں خرچ کرنا مناسب نہیں مگر اللہ کی مرضی چاہنے کے لیے اور جو مال دو

مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۲﴾ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ

تمہیں پورا ملے گا اور نقصان نہ دیے جاؤ گے ان فقیروں کے لیے جو

ف۵۷۲ حکمت سے یا قرآن وحدیث وفقہ کا علم مراد ہے یا تقویٰ یا نبوت۔ (مدارک وخازن) ف۵۷۳ نیکی میں خواہ بدی میں۔ ف۵۷۴ طاعت کی یا گناہ کی۔ ''نذر'' عرف میں ہدیہ اور پیشکش کو کہتے ہیں اور شرع میں نذر عبادت اور قربت مقصودہ ہے، اسی لیے اگر کسی نے گناہ کرنے کی نذر کی تو وہ صحیح نہیں ہوئی۔ نذر خاص اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہے اور یہ جائز ہے کہ اللہ کے لئے نذر کرے اور کسی ولی کے آستانہ کے فقراء کو نذر کے صرف کا محل (خرچ کرنے کی جگہ) مقرر کرے، مثلاً کسی نے یہ کہا: یارب! میں نے نذر مانی کہ اگر تو میرا فلاں مقصد پورا کردے کہ فلاں بیمار کو تندرست کردے تو میں فلاں ولی کے آستانہ کے فقراء کو کھانا کھلاؤں یا وہاں کے خدام کو روپیہ پیسہ دوں یا ان کی مسجد کے لیے تیل یا بوریا حاضر کروں تو یہ نذر جائز ہے۔ (ردالمحتار) ف۵۷۵ وہ تمہیں اس کا بدلہ دے گا۔ ف۵۷۶ صدقہ خواہ فرض ہو یا نفل جب اخلاص سے اللہ کے لیے دیا جائے اور ریا سے پاک ہو تو خواہ ظاہر کر کے دیں یا چھپا کر دونوں بہتر ہیں۔ **مسئلہ:** لیکن صدقہ فرض کا ظاہر کر کے دینا افضل ہے اور نفل کا چھپا کر۔ **مسئلہ:** اور اگر نفل صدقہ دینے والا دوسروں کو خیرات کی ترغیب دینے کے لیے ظاہر کر کے دے تو یہ اظہار بھی افضل ہے۔ (مدارک) ف۵۷۷ آپ بشیر و نذیر و داعی بنا کر بھیجے گئے ہیں آپ کا فرض دعوت پر تمام ہو جاتا ہے اس سے زیادہ جُہد (کوشش کرنا) آپ پر لازم نہیں۔ **شانِ نزول:** قبلِ اسلام مسلمانوں کی یہود سے رشتہ داریاں تھیں اس وجہ سے وہ ان کے ساتھ سلوک کیا کرتے تھے، مسلمان ہونے کے بعد انہیں یہود کے ساتھ سلوک کرنا ناگوار ہونے لگا اور انہوں نے اس لیے ہاتھ روکنا چاہا کہ ان کے اس طرز عمل سے یہود اسلام کی طرف مائل ہوں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ف۵۷۸ تو دوسروں پر اس کا احسان نہ جتاؤ۔

أُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ۡ يَحْسَبُهُمُ

راہ خدا میں روکے گئے ف۵۷۹ زمین میں چل نہیں سکتے ف۵۸۰ نادان انہیں

الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔلُوْنَ

تونگر سمجھے بچنے کے سبب ف۵۸۱ تو انہیں ان کی صورت سے پہچان لے گا ف۵۸۲ لوگوں سے سوال

النَّاسَ اِلْحَافًا ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۳﴾ ع اَلَّذِيْنَ

نہیں کرتے کہ گڑگڑانا پڑے اور تم جو خیرات کرو اللہ اسے جانتا ہے وہ جو

يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ

اپنے مال خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں چھپے اور ظاہر ف۵۸۳ ان کے لیے ان کا نیگ (اجر) ہے

عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۴﴾ اَلَّذِيْنَ

ان کے رب کے پاس ان کو نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم وہ جو

يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ

سود کھاتے ہیں ف۵۸۴ قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے

ع ۳۷ ۵

وقف منزل

ف۵۷۹ یعنی صدقات مذکورہ جو آیۂ "وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ" میں ذکر ہوئے ان کا بہترین مَصرف وہ فقراء ہیں جنہوں نے اپنے نفوس کو جہاد و طاعت الٰہی پر روکا۔ شان نزول: یہ آیت اہل صفہ کے حق میں نازل ہوئی۔ ان حضرات کی تعداد چار سو کے قریب تھی، یہ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تھے نہ یہاں ان کا مکان تھا، نہ قبیلہ کنبہ، نہ ان حضرات نے شادی کی تھی، ان کے تمام اوقات عبادت میں صرف ہوتے تھے، رات میں قرآن کریم سیکھنا، دن میں جہاد کے کام میں رہنا۔ آیت میں ان کے بعض اوصاف کا بیان ہے۔ ف۵۸۰ کیونکہ انہیں دینی کاموں سے اتنی فرصت نہیں کہ وہ چل پھر کر کسب معاش کرسکیں۔ ف۵۸۱ یعنی چونکہ وہ کسی سے سوال نہیں کرتے اس لیے ناواقف لوگ انہیں مالدار خیال کرتے ہیں۔ ف۵۸۲ کہ مزاج میں تواضع وانکسار ہے، چہروں پر ضعف کے آثار ہیں، بھوک سے رنگ زرد پڑ گئے ہیں۔ ف۵۸۳ یعنی راہِ خدا میں خرچ کرنے کا نہایت شوق رکھتے ہیں اور ہر حال میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔ **شان نزول:** یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللّٰہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جب کہ آپ نے راہِ خدا میں چالیس ہزار دینار خرچ کیے تھے، دس ہزار رات میں اور دس ہزار دن میں اور دس ہزار پوشیدہ اور دس ہزار ظاہر۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت حضرت علی مرتضٰی کرم اللّٰہ تعالٰی وجھہ کے حق میں نازل ہوئی، جب کہ آپ کے پاس فقط چار درہم تھے اور کچھ نہ تھا۔ آپ نے ان چاروں کو خیرات کر دیا، ایک رات میں، ایک دن میں، ایک کو پوشیدہ، ایک کو ظاہر۔ **فائدہ:** آیت کریمہ میں نفقۂ لیل کو نفقۂ نہار (رات کے خرچ کرنے کو دن کے خرچ کرنے) پر اور نفقۂ سر کو نفقۂ علانیہ (چھپا کر خرچ کرنے کو دکھا کر خرچ کرنے) پر مقدم فرمایا گیا۔ اس میں اشارہ ہے کہ چھپا کر دینا ظاہر کر کے دینے سے افضل ہے۔ ف۵۸۴ اس آیت میں سود کی حرمت اور سود خواروں کی شامت کا بیان ہے۔ سود کو حرام فرمانے میں بہت حکمتیں ہیں، بعض ان میں سے یہ ہیں کہ سود میں جو زیادتی لی جاتی ہے وہ معاوضہ مالیہ میں ایک مقدار مال کا بغیر بدل وعوض کے لینا ہے یہ صریح ناانصافی ہے۔ دوم سود کا رواج تجارتوں کو خراب کرتا ہے کہ سود خوار کو بے محنت مال کا حاصل ہونا تجارت کی مشقتوں اور خطروں سے کہیں زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے اور تجارتوں کی کمی انسانی معاشرت کو ضرر پہنچاتی ہے۔ سوم سود کے رواج سے باہمی مودت کے سلوک کو نقصان پہنچتا ہے کہ جب آدمی سود کا عادی ہوا تو وہ کسی کو قرض حسن سے امداد پہنچانا گوارا نہیں کرتا۔ چہارم سود سے انسان کی طبیعت میں درندوں سے زیادہ بے رحمی پیدا ہوتی ہے اور سود خوار اپنے مدیون (مقروضوں) کی تباہی و بربادی کا خواہش مند رہتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی سود میں اور بڑے بڑے نقصان ہیں اور شریعت کی ممانعت عین حکمت ہے۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلّم نے سود خوار اور اس کے کارپرداز اور سودی

وقف لازم

الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰواۘ

چھو کر مخبوط بنا دیا ہو وف۵۸۵ یہ اس لیے کہ انہوں نے کہا بیع بھی تو سود ہی کے مانند ہے

وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ

اور اللہ نے حلال کیا بیع اور حرام کیا سود تو جسے اس کے رب کے پاس سے نصیحت آئی

فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَ اَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ عَادَ فَاُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ

اور وہ باز رہا تو اسے حلال ہے جو پہلے لے چکا وف۵۸۶ اور اس کا کام خدا کے سپرد ہے وف۵۸۷ اور جو اب ایسی حرکت کرے گا تو وہ

النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾ یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ یُرْبِی الصَّدَقٰتِ ؕ

دوزخی ہے وہ اس میں مدتوں رہیں گے وف۵۸۸ اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو وف۵۸۹ اور بڑھاتا ہے خیرات کو وف۵۹۰

وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِیْمٍ ﴿۲۷۶﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا

اور اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی ناشکر بڑا گنہگار بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے

الصّٰلِحٰتِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ

کام کیے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی ان کا نیگ (اجر و ثواب) ان کے رب کے پاس ہے

وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۷﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا

اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم اے ایمان والو اللہ سے

اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۲۷۸﴾ فَاِنْ لَّمْ

ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود اگر مسلمان ہو وف۵۹۱ پھر اگر ایسا

دستاویز کے کاتب اور اس کے گواہوں پر لعنت کی اور فرمایا: وہ سب گناہ میں برابر ہیں۔ وف۵۸۵ معنی یہ ہیں کہ جس طرح آسیب زدہ سیدھا کھڑا نہیں ہوسکتا گرتا پڑتا چلتا ہے قیامت کے روز سود خوار کا ایسا ہی حال ہوگا کہ سود سے اس کا پیٹ بہت بھاری اور بوجھل ہوجائے گا اور وہ اس کے بوجھ سے گر گر پڑے گا۔ سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ علامت اس سود خوار کی ہے جو سود کو حلال جانے۔ وف۵۸۶ یعنی حرمت نازل ہونے سے قبل جو لیا اس پر مواخذہ نہیں۔ وف۵۸۷ جو چاہے امر فرمائے، جو چاہے ممنوع و حرام کرے، بندے پر اس کی اطاعت لازم ہے۔ وف۵۸۸ مسئلہ: جو سود کو حلال جانے وہ کافر ہے ہمیشہ جہنم میں رہے گا کیونکہ ہر ایک حرام قطعی کا حلال جاننے والا کافر ہے۔ وف۵۸۹ اور اس کو برکت سے محروم کرتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس سے نہ صدقہ قبول کرے، نہ حج، نہ جہاد، نہ صلہ (رشتہ داروں سے حسنِ سلوک کرنا)۔ وف۵۹۰ اس کو زیادہ کرتا ہے اور اس میں برکت فرماتا ہے دنیا میں اور آخرت میں اس کا اجر و ثواب بڑھاتا ہے۔ وف۵۹۱ شانِ نزول: یہ آیت ان اصحاب کے حق میں نازل ہوئی جو سود کی حرمت نازل ہونے سے قبل سودی لین دین کرتے تھے اور ان کی گراں قدر سودی رقمیں دوسروں کے ذمہ باقی تھیں۔ اس میں حکم دیا گیا کہ سود کی حرمت نازل ہونے کے بعد سابق کے مطالبہ بھی واجب الترک ہیں اور پہلا مقرر کیا ہوا سود بھی اب لینا جائز نہیں۔

تَفۡعَلُوۡا فَاۡذَنُوۡا بِحَرۡبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ ۚ وَاِنۡ تُبۡتُمۡ فَلَكُمۡ

نہ کرو تو یقین کرلو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا ۵۹۲ اور اگر تم توبہ کرو تو اپنا

رُءُوۡسُ اَمۡوَالِكُمۡ ۚ لَا تَظۡلِمُوۡنَ وَلَا تُظۡلَمُوۡنَ ﴿۲۷۹﴾ وَاِنۡ كَانَ ذُوۡ

اصل مال لے لو نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ ۵۹۳ نہ تمہیں نقصان ہو ۵۹۴ اور اگر قرضدار

عُسۡرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيۡسَرَةٍ ؕ وَاَنۡ تَصَدَّقُوۡا خَيۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ

تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی تک اور قرض اس پر بالکل چھوڑ دینا تمہارے لیے اور بھلا ہے اگر

تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۸۰﴾ وَاتَّقُوۡا يَوۡمًا تُرۡجَعُوۡنَ فِيۡهِ اِلَى اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ

جانو ۵۹۵ اور ڈرو اس دن سے جس میں اللہ کی طرف پھرو گے اور ہر جان کو

نَفۡسٍ مَّا كَسَبَتۡ وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ ﴿۲۸۱﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا

اس کی کمائی پوری بھر دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ ہوگا ۵۹۶ اے ایمان والو جب

تَدَايَنۡتُمۡ بِدَيۡنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكۡتُبُوۡهُ ؕ وَلۡيَكۡتُبْ بَّيۡنَكُمۡ كَاتِبٌ

تم ایک مقرر مدت تک کسی دَین کا لین دین کرو ۵۹۷ تو اسے لکھ لو ۵۹۸ اور چاہیے کہ تمہارے درمیان کوئی لکھنے والا

بِالۡعَدۡلِ ۖ وَلَا يَاۡبَ كَاتِبٌ اَنۡ يَّكۡتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلۡيَكۡتُبۡ ۚ

ٹھیک ٹھیک لکھے ۵۹۹ اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ اسے اللہ نے سکھایا ہے ۶۰۰ تو اسے لکھ دینا چاہیے

۵۹۲ یہ وعید و تہدید میں مبالغہ و تشدید ہے، کس کی مجال کہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کا تصور بھی کرے، چنانچہ ان اصحاب نے اپنے سودی مطالبہ چھوڑے اور یہ عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کی ہمیں کیا تاب! اور تائب ہوئے۔ ۵۹۳ زیادہ لے کر۔ ۵۹۴ راس المال گھٹا کر۔ ۵۹۵ قرضدار اگر تنگدست یا نادار ہو تو اس کو مہلت دینا یا قرض کا جزو یا کل معاف کردینا سبب اجرِ عظیم ہے۔ مسلم شریف کی حدیث ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: جس نے تنگدست کو مہلت دی یا اس کا قرضہ معاف کیا اللہ تعالیٰ اس کو اپنا سایۂ رحمت عطا فرمائے گا جس روز اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ۵۹۶ یعنی نہ ان کی نیکیاں گھٹائی جائیں نہ بدیاں بڑھائی جائیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ سب سے آخری آیت ہے جو حضور پر نازل ہوئی۔ اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم اکیس روز دنیا میں تشریف فرما رہے اور ایک قول میں نو شب اور ایک میں سات، لیکن شعبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کی ہے کہ سب سے آخر آیتِ ربوا نازل ہوئی۔ ۵۹۷ خواہ وہ دَین مبیع ہو یا ثمن، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے بیع سلم مراد ہے۔ بیع سلم یہ ہے کہ کسی چیز کو پیشگی قیمت لے کر فروخت کیا جائے اور مبیع مشتری (خریدار) کو سپرد کرنے کے لیے ایک مدت معین کرلی جائے۔ اس بیع کے جواز کے لیے جنس، نوع، صفت، مقدار، مدت اور مکانِ ادا اور مقدار راس المال ان چیزوں کا معلوم ہونا شرط ہے۔ ۵۹۸ یہ لکھنا مستحب ہے۔ فائدہ اس کا یہ ہے کہ بھول چوک اور مدیون کے انکار کا اندیشہ نہیں رہتا۔ ۵۹۹ اپنی طرف سے کوئی کمی بیشی نہ کرے، نہ فریقین میں سے کسی کی رورعایت۔ ۶۰۰ حاصل معنی یہ کہ کوئی کاتب لکھنے سے منع نہ کرے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو وثیقہ نویسی (عہد و پیمان لکھنے) کا علم دیا، بے تغییر و تبدیل دیانت و امانت کے ساتھ لکھے۔ یہ کتابت ایک قول پر فرض کفایہ ہے، اور ایک قول پر فرض عین بشرط فراغ کاتب جس صورت میں اس کے سوا اور نہ پایا جائے، اور ایک قول پر مستحب، کیونکہ اس میں مسلمان کی حاجت برآری (حاجت پوری کرنے) اور نعمتِ علم کا شکر ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ پہلے یہ کتابت فرض تھی پھر "لَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ" سے منسوخ ہوئی۔

وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ

اور جس پر حق آتا ہے وہ لکھاتا جائے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور حق میں سے کچھ رکھ نہ

شَيْـًٔا ؕ فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ

چھوڑے پھر جس پر حق آتا ہے اگر بے عقل یا ناتواں ہو یا لکھا نہ

اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ؕ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ

سکے ف۶۰۱ تو اس کا ولی انصاف سے لکھائے اور دو گواہ کر لو اپنے

رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ

مردوں میں سے ف۶۰۲ پھر اگر دو مرد نہ ہوں ف۶۰۳ تو ایک مرد اور دو عورتیں ایسے گواہ جن کو

مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ؕ

پسند کرو ف۶۰۴ کہ کہیں ان میں ایک عورت بھولے تو اس ایک کو دوسری یاد دلاوے

وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ وَلَا تَسْـَٔمُوْۤا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا

اور گواہ جب بلائے جائیں تو آنے سے انکار نہ کریں ف۶۰۵ اور اسے بھاری نہ جانو کہ دَین چھوٹا ہو

اَوْ كَبِيْرًا اِلٰۤى اَجَلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ

یا بڑا اس کی میعاد تک لکھت کر لو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے اور اس میں گواہی خوب ٹھیک رہے گی

وَاَدْنٰۤى اَلَّا تَرْتَابُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا

اور یہ اس سے قریب ہے کہ تمہیں شبہ نہ پڑے مگر یہ کہ کوئی سر دست کا سودا دست بدست

ف۶۰۱ یعنی اگر مدیون مجنون یا ناقص العقل یا بچہ یا شیخ فانی ہو یا گونگا ہونے یا زبان نہ جاننے کی وجہ سے اپنے مدعا کا بیان نہ کرسکتا ہو۔ ف۶۰۲ گواہ کے لیے حریت و بلوغ مع اسلام شرط ہے۔ کفار کی گواہی صرف کفار پر مقبول ہے۔ ف۶۰۳ مسئلہ: تنہا عورتوں کی شہادت جائز نہیں خواہ وہ چار کیوں نہ ہوں مگر جن امور پر مرد مطلع نہیں ہوسکتے جیسے کہ بچہ جننا، باکرہ ہونا اور نسائی عیوب ان میں ایک عورت کی شہادت بھی مقبول ہے۔ مسئلہ: حدود و قصاص میں عورتوں کی شہادت بالکل معتبر نہیں، صرف مردوں کی شہادت ضروری ہے۔ اس کے سوا اور معاملات میں ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت بھی مقبول ہے۔ (مدارک و احمدی) ف۶۰۴ جن کا عادل ہونا تمہیں معلوم ہو اور جن کے صالح ہونے پر تم اعتماد رکھتے ہو۔ ف۶۰۵ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ ادائے شہادت فرض ہے۔ جب مدعی گواہوں کو طلب کرے تو انہیں گواہی کا چھپانا جائز نہیں۔ یہ حکم حدود کے سوا اور امور میں ہے، لیکن حدود میں گواہ کو اظہار و اخفاء کا اختیار ہے بلکہ اخفا افضل ہے۔ حدیث شریف میں ہے: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: جو مسلمان کی پردہ پوشی کرے اللہ تبارک وتعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی ستاری کرے گا، لیکن چوری میں مال لینے کی شہادت دینا واجب ہے تاکہ جس کا مال چوری گیا ہے اس کا حق تلف نہ ہو۔ گواہ اتنی احتیاط کرسکتا ہے کہ چوری کا لفظ نہ کہے، گواہی میں یہ کہنے پر اکتفا کرے کہ یہ مال فلاں شخص نے لیا۔

بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ؕ وَاَشْهِدُوْۤا اِذَا

(ہاتھوں ہاتھ) ہو تو اس کے نہ لکھنے کا تم پر گناہ نہیں ف۶۰۶ اور جب خرید و فروخت

تَبَايَعْتُمْ ۪ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ۬ؕ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ

کرو تو گواہ کرلو ف۶۰۷ اور نہ کسی لکھنے والے کوضرر دیا جائے نہ گواہ کو (یا نہ لکھنے والا ضرر دے نہ گواہ) ف۶۰۸ اور جو ایسا کرو تو یہ

فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ

تمہارا فسق ہوگا اور اللہ سے ڈرو اور اللہ تمہیں سکھاتا ہے اور اللہ سب کچھ

عَلِيْمٌ ﴿۲۸۲﴾ وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ

جانتا ہے اور اگر تم سفر میں ہو ف۶۰۹ اور لکھنے والا نہ پاؤ ف۶۱۰ تو گرو ہو قبضہ میں دیا ہوا ف۶۱۱

فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِی اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ

اور اگر تم میں ایک کو دوسرے پر اطمینان ہو تو وہ جسے اس نے امین سمجھا تھا ف۶۱۲ اپنی امانت ادا کرے ف۶۱۳ اور اللہ سے ڈرے جو

رَبَّهٗ ؕ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ

اس کا رب ہے اور گواہی نہ چھپاؤ ف۶۱۴ اور جو گواہی چھپائے گا تو اندر سے اس کا دل گنہگار ہے ف۶۱۵ اور اللہ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۳﴾ ع لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ

تمہارے کاموں کو جانتا ہے اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اگر

ع ۳۹ / ۷

ف۶۰۶ چونکہ اس صورت میں لین دین ہو کر معاملہ ختم ہوگیا اور کوئی اندیشہ باقی نہ رہا نیز ایسی تجارت اور خرید و فروخت بکثرت جاری رہتی ہے، اس میں کتابت و اشہاد (لکھت پڑھت اور گواہ بنانے) کی پابندی شاق وگراں ہوگی۔ ف۶۰۷ یہ مستحب ہے، کیونکہ اس میں احتیاط ہے۔ ف۶۰۸ ''یُضَآرَّ'' میں دو احتمال ہیں مجہول و معروف ہونے کے، قراءۃ ابن عباس رضی اللہ عنہما اوّل کی اور قراءۃ عمر رضی اللہ عنہ ثانی کی مؤید ہے۔ **پہلی تقدیر** پر معنی یہ ہیں کہ اہل معاملہ کاتبوں اور گواہوں کو ضرر نہ پہنچائیں، اس طرح کہ وہ اگر اپنی ضرورتوں میں مشغول ہوں تو انہیں مجبور کریں اور ان کے کام چھڑائیں یا حقِ کتابت نہ دیں یا گواہ کو سفرِ خرچ نہ دیں اگر وہ دوسرے شہر سے آیا ہو۔ **دوسری تقدیر** پر معنی یہ ہیں کہ کاتب و شاہد اہل معاملہ کو ضرر نہ پہنچائیں اس طرح کہ باوجود فرصت و فراغت کے نہ آئیں یا کتابت میں تحریف و تبدیل، زیادتی و کمی کریں۔ ف۶۰۹ اور قرض کی ضرورت پیش آئے۔ ف۶۱۰ اور وثیقہ و دستاویز کی تحریر کا موقع نہ ملے تو اطمینان کے لیے۔ ف۶۱۱ یعنی کوئی چیز دائن (قرض دینے والے) کے قبضہ میں گروی کے طور پر دے دو۔ **مسئلہ:** یہ مستحب ہے اور حالت سفر میں رہن آیت سے ثابت ہوا اور غیر سفر کی حالت میں حدیث سے ثابت ہے چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے مدینہ طیبہ میں اپنی زرہ مبارک یہودی کے پاس گروی رکھ کر بیس صاع جَو لیے۔ **مسئلہ:** اس آیت سے رہن کا جواز اور قبضہ کا شرط ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ف۶۱۲ یعنی مدیون جس کو دائن نے امین سمجھا تھا۔ ف۶۱۳ اس امانت سے دَین مراد ہے۔ ف۶۱۴ کیونکہ اس میں صاحبِ حق کے حق کا اِبطال ہے۔ یہ خطاب گواہوں کو ہے کہ وہ جب شہادت کی اقامت و اَدا کے لیے طلب کیے جائیں تو حق کو نہ چھپائیں اور ایک قول یہ ہے کہ یہ خطاب مدیونوں کو ہے کہ وہ اپنے نفس پر شہادت دینے میں تامل نہ کریں۔ ف۶۱۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث مروی ہے کہ کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شریک کرنا اور جھوٹی گواہی دینا اور گواہی کو چھپانا ہے۔

تُبْدُوْا مَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَیَغْفِرُ لِمَنْ

تم ظاہر کرو جو کچھ ف٦١٦ تمہارے جی میں ہے یا چھپاؤ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا ف٦١٧ تو جسے چاہے گا

یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۸۴﴾ اٰمَنَ

بخشے گا ف٦١٨ اور جسے چاہے گا سزا دے گا ف٦١٩ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے رسول

الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ

ایمان لایا اس پر جو اس کے رب کے پاس سے اس پر اُترا اور ایمان والے سب نے مانا ف٦٢٠ اللہ اوراس کے

وَ مَلٰٓىٕكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ ۫ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۫

فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو ف٦٢١ یہ کہتے ہوئے کہ ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے ف٦٢٢

وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ۗ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَیْكَ الْمَصِیْرُ ﴿۲۸۵﴾ لَا یُكَلِّفُ

اور عرض کی کہ ہم نے سنا اور مانا ف٦٢٣ تیری معافی ہوا ے رب ہمارے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے اللہ کسی

ف٦١٦ بدی۔ ف٦١٧ انسان کے دل میں دوطرح کے خیالات آتے ہیں: ایک بطور وسوسہ کے، اُن سے دل کا خالی کرنا انسان کی مَقدِرَت (طاقت واختیار) میں نہیں، لیکن وہ ان کو براجانتا ہے اور عمل میں لانے کا ارادہ نہیں کرتا ان کو حدیث نفس اور وسوسہ کہتے ہیں، اس پر مؤاخذہ نہیں۔ بخاری ومسلم کی حدیث ہے: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میری امت کے دلوں میں جو وسوسے گذرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے تجاوز فرماتا ہے جب تک کہ وہ انہیں عمل میں نہ لائیں یا ان کے ساتھ کلام نہ کریں، یہ وسوسے اس آیت میں داخل نہیں۔ دوسرے وہ خیالات جن کو انسان اپنے دل میں جگہ دیتا ہے اور ان کو عمل میں لانے کا قصد وارادہ کرتا ہے ان پر مؤاخذہ ہوگا، اور انہیں کا بیان اس آیت میں ہے۔ **مسئلہ:** کفر کا عزم کرنا کفر ہے اور گناہ کا عزم کر کے اگر آدمی اس پر ثابت رہے اور اس کا قصد وارادہ رکھے لیکن اس گناہ کو عمل میں لانے کے اسباب اس کو بہم نہ پہنچیں اور مجبوراً وہ اس کو کر نہ سکے تو جمہور کے نزدیک اس سے مؤاخذہ کیا جائے گا۔ شیخ ابومنصور ماتریدی اور شمس الائمہ حلوانی اسی طرف گئے ہیں اور ان کی دلیل آیۂ ''اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ'' اور حدیثِ حضرت عائشہ ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ بندہ جس گناہ کا قصد کرتا ہے اگر وہ عمل میں نہ آئے جب بھی اس پر عقاب کیا جاتا ہے۔ **مسئلہ:** اگر بندے نے کسی گناہ کا ارادہ کیا، پھر اس پر نادم ہوا، استغفار کیا تو اللہ اس کو معاف فرمائے گا۔ ف٦١٨ اپنے فضل سے اہلِ ایمان کو۔ ف٦١٩ اپنے عدل سے۔ ف٦٢٠ زجاج نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں نماز، زکوٰۃ، روزے، حج کی فرضیت اور طلاق، ایلاء، حیض وجہاد کے احکام اور انبیاء کے واقعات بیان فرمائے تو سورت کے آخر میں یہ ذکر فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم اور مومنین نے اس تمام کی تصدیق فرمائی اور قرآن اور اس کے جملہ شرائع واحکام کے مُنَزَّلٌ مِنَ اللہ (اللہ کی طرف سے نازل) ہونے کی تصدیق کی۔ ف٦٢١ یہ اصول وضروریات ایمان کے چار مرتبے ہیں: (١) ''**اللہ پر ایمان لانا**'' یہ اس طرح کہ اعتقاد وتصدیق کرے کہ اللہ واحِد، اَحَد ہے، اس کا کوئی شریک ونظیر نہیں، اس کے تمام اسمائے حسنیٰ وصفات عُلیا پر ایمان لائے اور یقین کرے اور مانے کہ وہ علیم اور ہر شے پر قدیر ہے اور اس کے علم وقدرت سے کوئی چیز باہر نہیں۔ (٢) ''**ملائکہ پر ایمان لانا**'' یہ اس طرح پر ہے کہ یقین کرے اور مانے کہ وہ موجود ہیں، معصوم ہیں، پاک ہیں، اللہ کے اور اس کے رسولوں کے درمیان احکام وپیام کے وسائط (واسطے) ہیں۔ (٣) ''**اللہ کی کتابوں پر ایمان لانا**'' اس طرح کہ جو کتابیں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائیں اور اپنے رسولوں کے پاس بطریق وحی بھیجیں بیشک وشبہ سب حق وصدق اور اللہ کی طرف سے ہیں اور قرآن کریم تغییر، تبدیل، تحریف سے محفوظ ہے اور محکم اور متشابہ پر مشتمل ہے۔ (٤) ''**رسولوں پر ایمان لانا**'' اس طرح پر کہ ایمان لائے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں جنہیں اس نے اپنے بندوں کی طرف بھیجا، اس کی وحی کے امین ہیں، گناہوں سے پاک معصوم ہیں، ساری خلق سے افضل ہیں، ان میں بعض حضرات بعض سے افضل ہیں۔ ف٦٢٢ جیسا کہ یہود ونصاریٰ نے کیا کہ بعض پر ایمان لائے، بعض کا انکار کیا۔ ف٦٢٣ تیرے حکم وارشاد کو۔

اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَیْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا

جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر اس کا فائدہ ہے جو اچھا کمایا اور اس کا نقصان ہے جو برائی کمائی و۶۲۴ اے رب ہمارے

تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ نَّسِیْنَاۤ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تَحْمِلْ عَلَیْنَاۤ اِصْرًا كَمَا

ہمیں نہ پکڑ اگر ہم بھولیں و۶۲۵ یا چوکیں اے رب ہمارے اور ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ جیسا

حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا

تو نے ہم سے اگلوں پر رکھا تھا اے رب ہمارے اور ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں سہار (طاقت)

بِهٖ ۚ وَ اعْفُ عَنَّا ٙ وَ اغْفِرْ لَنَا ٙ وَ ارْحَمْنَا ٙ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا

نہ ہو اور ہمیں معاف فرمادے اور بخش دے اور ہم پر مہر (رحم) کر تو ہمارا مولیٰ ہے تو

عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ۠ ﴿۲۸۶﴾

کافروں پر ہمیں مدد دے

ع ۴۰ / ۸

آیاتها ۲۰۰ — ۳ سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِیَّةٌ ۸۹ — رکوعاتها ۲۰

سورۂ آل عمران مدنیہ ہے وا، اس میں دو سو آیتیں اور بیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

الٓمّٓ ۚ﴿۱﴾ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ؕ﴿۲﴾ نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ

اللہ ہے جس کے سوا کسی کی پوجا نہیں و۲ آپ زندہ اوروں کا قائم رکھنے والا اس نے تم پر یہ سچی کتاب

بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَ اَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِیْلَ ۙ﴿۳﴾ مِنْ

اتاری اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی اور اس نے اس سے پہلے توریت اور انجیل

و۶۲۴ یعنی ہر جان کو عمل نیک کا اجر و ثواب اور عمل بد کا عذاب و عقاب ہوگا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے مؤمن بندوں کو طریق دعا کی تلقین فرمائی کہ وہ اس طرح اپنے پروردگار سے عرض کریں۔ **و۶۲۵** اور سہو سے تیرے کسی حکم کی تعمیل میں قاصر رہیں۔ **وا** سورۂ آل عمران مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی، اس میں دو سو آیتیں، تین ہزار چار سو اسی کلمہ، چودہ ہزار پانچ سو بیس حروف ہیں۔ **و۲ شان نزول:** مفسرین نے فرمایا کہ یہ آیت وفدِ نجران کے حق میں نازل ہوئی جو ساٹھ سواروں پر مشتمل تھا، اس میں چودہ سردار تھے اور تین اس قوم کے بڑے اکابر و مقتدا، **ایک عاقب** جس کا نام عبد المسیح تھا، یہ شخص امیر قوم تھا اور بغیر اس کی رائے کے نصاریٰ کوئی کام نہیں کرتے تھے۔ **دوسرا سیّد** جس کا نام اَیہم تھا، یہ شخص اپنی قوم کا معتمد اعظم اور مالیات کا افسر اعلیٰ تھا۔ خورد و نوش اور رَسَد وں (ذخیرہ اندوزی) کے تمام انتظامات اسی کے حکم سے ہوتے تھے۔ **تیسرا ابو حارثہ ابن علقمہ** تھا، یہ شخص نصاریٰ کے تمام علماء اور پادریوں کا پیشوائے اعظم تھا۔ سلاطینِ روم اس کے علم اور اس کی دینی عظمت کے لحاظ سے اس کا اکرام و ادب کرتے تھے۔ یہ تمام لوگ عمدہ اور قیمتی پوشاکیں پہن کر بڑی شان و شکوہ سے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم سے مناظرہ کرنے کے

قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ؕ۬ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

اتاری لوگوں کو راہ دکھاتی اور فیصلہ اتارا بے شک وہ جو اللہ کی آیتوں سے منکر ہوئے ف۳

لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝۴ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى

ان کے لیے سخت عذاب ہے اور اللہ غالب بدلہ لینے والا ہے اللہ پر کچھ چھپا

عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ؕ ۝۵ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي

نہیں زمین میں نہ آسمان میں وہی ہے کہ تمہاری تصویر بناتا ہے

الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۶ هُوَ الَّذِيْٓ

ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے ف۴ اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں عزت والا حکمت والا ف۵ وہی ہے جس نے

اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ

تم پر یہ کتاب اتاری اس کی کچھ آیتیں صاف معنی رکھتی ہیں ف۶ وہ کتاب کی اصل ہیں ف۷ اور دوسری وہ ہیں جن کے

قصد سے آئے اور مسجدِ اقدس میں داخل ہوئے، حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات اس وقت نمازِ عصر ادا فرما رہے تھے، ان لوگوں کی نماز کا وقت بھی آ گیا اور انہوں نے بھی مسجد شریف ہی میں جانب شرق متوجہ ہو کر نماز شروع کر دی۔ فراغ کے بعد حضور اقدس صلی اللّٰہ علیہ وسلّم سے گفتگو شروع کی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا: تم اسلام لاؤ! کہنے لگے: ہم آپ سے پہلے اسلام لا چکے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا: یہ غلط ہے، یہ دعویٰ جھوٹا ہے، تمہیں اسلام سے تمہارا یہ دعویٰ روکتا ہے کہ اللّٰہ کی اولاد ہے، اور تمہاری صلیب پرستی روکتی ہے اور تمہارا خنزیر کھانا روکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے نہ ہوں تو بتائیے ان کا باپ کون ہے؟ اور سب کے سب بولنے لگے۔ حضور سیّد عالم صلی اللّٰہ علیہ وسلّم نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ بیٹا باپ سے ضرور مشابہ ہوتا ہے! انہوں نے اقرار کیا۔ پھر فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب حیّ لَا یَمُوْت ہے، اس کے لیے موت محال ہے اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات پر موت آنے والی ہے! انہوں نے اس کا بھی اقرار کیا۔ پھر فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب بندوں کا کارساز اور ان کا حافظِ حقیقی اور روزی دینے والا ہے! انہوں نے کہا: ہاں۔ حضور نے فرمایا: کیا حضرت عیسیٰ بھی ایسے ہی ہیں؟ کہنے لگے نہیں۔ فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ اللّٰہ تعالیٰ پر آسمان و زمین کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں! انہوں نے اقرار کیا۔ حضور (صلی اللّٰہ علیہ وسلّم) نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ بغیر تعلیم الٰہی اس میں سے کچھ جانتے ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ حضور نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت عیسیٰ حمل میں رہے، پیدا ہونے والوں کی طرح پیدا ہوئے، بچوں کی طرح غذا دیے گئے، کھاتے، پیتے تھے، عوارض بشری رکھتے تھے، انہوں نے اس کا اقرار کیا۔ حضور نے فرمایا: پھر وہ کیسے اللّٰہ ہو سکتے ہیں! جیسا کہ تمہارا گمان ہے۔ اس پر وہ سب ساکت رہ گئے اور ان سے کوئی جواب بن نہ آیا۔ اس پر سورۂ آل عمران کی اول سے کچھ اوپر اسی آیتیں نازل ہوئیں۔

فائدہ: صفات الٰہیہ میں "حَیّ"، بمعنی دائم باقی کے ہے یعنی ایسا ہمیشگی رکھنے والا جس کی موت ممکن نہ ہو۔ قیّوم وہ ہے جو قائم بالذات ہو اور خلق اپنی دنیوی اور اُخروی زندگی میں جو حاجتیں رکھتی ہے اس کی تدبیر فرمائے۔ **ف۳** اس میں وفدِ نجران کے نصرانی بھی داخل ہیں **ف۴** مرد، عورت، گورا، کالا، خوبصورت، بدشکل وغیرہ۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے: سید عالم صلی اللّٰہ علیہ وسلّم نے فرمایا: تمہارا مادۂ پیدائش ماں کے پیٹ میں چالیس روز جمع ہوتا ہے، پھر اتنے ہی دن علقہ یعنی خون بستہ (جمے ہوئے خون) کی شکل میں ہوتا ہے، پھر اتنے ہی دن پارۂ گوشت کی صورت میں رہتا ہے، پھر اللّٰہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اس کا رزق، اس کی عمر، اس کے عمل، اس کا انجام کار یعنی اس کی سعادت و شقاوت لکھتا ہے، پھر اس میں روح ڈالتا ہے۔ تو اُس کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں آدمی جنتیوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس میں اور جنت میں ہاتھ بھر کا یعنی بہت ہی کم فرق رہ جاتا ہے تو کتاب سبقت کرتی ہے اور وہ دوزخیوں کے سے عمل کرتا ہے، اسی پر اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور داخل جہنم ہوتا ہے، اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ دوزخیوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور دوزخ میں ایک ہاتھ کا فرق رہ جاتا ہے پھر کتاب سبقت کرتی ہے اور اس کی زندگی کا نقشہ بدلتا ہے اور وہ جنتیوں کے سے عمل کرنے لگتا ہے، اسی پر اس کا خاتمہ ہوتا ہے اور داخل جنت ہو جاتا ہے۔ **ف۵** اس میں بھی نصاریٰ کا ردّ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کو خدا کا بیٹا کہتے اور ان کی عبادت کرتے تھے۔ **ف۶** جس میں کوئی احتمال و اشتباہ نہیں۔ **ف۷** کہ احکام میں ان

مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ

معنی میں اشتباہ ہے ف۸ وہ جن کے دلوں میں کجی ہے ف۹ وہ اشتباہ والی کے پیچھے پڑتے

مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ ۚ وَ مَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا

ہیں ف۱۰ گمراہی چاہنے ف۱۱ اور اس کا پہلو ڈھونڈھنے کو ف۱۲ اور اس کا ٹھیک پہلو اللہ ہی کو معلوم

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اللّٰهُ ؔۘ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ

وقف لازم — وقف منزل

ہے ف۱۳ اور پختہ علم والے ف۱۴ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے ف۱۵ سب ہمارے رب کے پاس سے ہے ف۱۶

وَ مَا یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۷﴾ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ

اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے ف۱۷ اے رب ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد اس کے کہ تو نے

هَدَیْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۸﴾ رَبَّنَاۤ اِنَّكَ

ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر بے شک تو ہے بڑا دینے والا اے رب ہمارے بے شک تو

جَامِعُ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ﴿۹﴾ ع

ع ۹

سب لوگوں کو جمع کرنے والا ہے ف۱۸ اس دن کے لیے جس میں کوئی شبہہ نہیں ف۱۹ بے شک اللہ کا وعدہ نہیں بدلتا ف۲۰

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِیَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ

بے شک وہ جو کافر ہوئے ف۲۱ ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ سے انہیں کچھ

اللّٰهِ شَیْـًٔا ؕ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ﴿۱۰﴾ ۙ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ

نہ بچا سکیں گے اور وہی دوزخ کے ایندھن ہیں جیسے فرعون والوں

کی طرف رجوع کیا جاتا ہے، اور حلال وحرام میں انہیں پر عمل۔ ف۸ وہ چند وجوہ کا احتمال رکھتی ہیں۔ ان میں سے کونسی وجہ مراد ہے یہ اللہ ہی جانتا ہے، یا جس کو اللہ تعالیٰ اس کا علم دے۔ ف۹ یعنی گمراہ اور بد مذہب لوگ جو ہوائے نفسانی کے پابند ہیں۔ ف۱۰ اور اس کے ظاہر پر حکم کرتے ہیں یا تاویل باطل کرتے ہیں اور یہ نیک نیتی سے نہیں بلکہ (جمل) ف۱۱ اور شک وشبہ میں ڈالنے (جمل) ف۱۲ اپنی خواہش کے مطابق باوجودیکہ وہ تاویل کے اہل نہیں۔ (جمل وخازن) ف۱۳ حقیقت میں (جمل) اور اپنے کرم وعطا سے جس کو وہ نوازے۔ ف۱۴ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: آپ فرماتے تھے کہ میں "رَاسِخِین فِی العِلْم" سے ہوں، اور مجاہد سے مروی ہے کہ میں ان میں سے ہوں جو متشابہ کی تاویل جانتے ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "راسخ فی العلم" وہ عالم باعمل ہے جو اپنے علم کا متبع ہو، اور ایک قول مفسرین کا یہ ہے کہ "راسخ فی العلم" وہ ہیں جن میں چار صفتیں ہوں: تقویٰ اللہ کا، تواضع لوگوں سے، زہد دنیا سے، مجاہدہ نفس کے ساتھ۔ (خازن) ف۱۵ کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو معنی اس کی مراد ہیں حق ہیں اور اس کا نازل فرمانا حکمت ہے۔ ف۱۶ محکم ہو یا متشابہ۔ ف۱۷ اور راسخ علم والے کہتے ہیں۔ ف۱۸ حساب یا جزا کے واسطے۔ ف۱۹ وہ روز قیامت ہے۔ ف۲۰ تو جس کے دل میں کجی ہو وہ ہلاک ہوگا اور جو تیرے منت واحسان سے ہدایت پائے وہ سعید ہوگا، نجات پائے گا۔ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ کِذب "منافی اُلُوهِیَّت" ہے، لہٰذا حضرت قدوس قدیر کا کذب محال اور اس کی طرف اس کی نسبت سخت بے ادبی۔ (مدارک وابوسعود وغیرہ) ف۲۱ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم سے منحرف ہوکر۔

وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ

اور ان سے اگلوں کا طریقہ انہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں تو اللہ نے ان کے گناہوں پر ان کو پکڑا

وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۱﴾ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ

اور اللہ کا عذاب سخت فرما دو کافروں سے کوئی دم جاتا ہے کہ تم مغلوب ہو گے

وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۲﴾ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِىْ

اور دوزخ کی طرف ہانکے جاؤ گے ف۲۲ اور وہ بہت ہی برا بچھونا بے شک تمہارے لیے نشانی تھی ف۲۳

فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ

دو گروہوں میں جو آپس میں بھڑ پڑے ف۲۴ ایک جتھا (گروہ) اللہ کی راہ میں لڑتا ف۲۵ اور دوسرا کافر ف۲۶

يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْىَ الْعَيْنِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

کہ انہیں آنکھوں دیکھا اپنے سے دُونا سمجھیں اور اللہ اپنی مدد سے زور دیتا ہے جسے چاہتا ہے ف۲۷

اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِى الْاَبْصَارِ ﴿۱۳﴾ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ

بے شک اس میں عقل مندوں کے لیے ضرور دیکھ کر سیکھنا ہے لوگوں کے لیے آراستہ کی گئی ان خواہشوں کی محبت ف۲۸

مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

عورتیں اور بیٹے اور تلے اوپر سونے چاندی کے ڈھیر

وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ

اور نشان کئے ہوئے گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی یہ جیتی دنیا کی پونجی

ف۲۲ شانِ نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب بدر میں کفار کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم شکست دے کر مدینہ طیبہ واپس ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے یہود کو جمع کر کے فرمایا کہ تم اللہ سے ڈرو اور اس سے پہلے اسلام لاؤ کہ تم پر ایسی مصیبت نازل ہو جیسی بدر میں قریش پر ہوئی، تم جان چکے ہو میں نبی مرسل ہوں، تم اپنی کتاب میں یہ لکھا پاتے ہو۔ اس پر انہوں نے کہا کہ قریش تو فنونِ حرب (جنگی ہُنر ومہارت) سے ناآشنا ہیں، اگر ہم سے مقابلہ ہوا تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ لڑنے والے ایسے ہوتے ہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور انہیں خبر دی گئی کہ وہ مغلوب ہونگے اور قتل کیے جائیں گے، گرفتار کیے جائیں گے، ان پر جزیہ مقرر ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک روز میں چھ سو کی تعداد کو قتل فرمایا اور بہتوں کو گرفتار کیا اور اہل خیبر پر جزیہ مقرر فرمایا۔ **ف۲۳** اس کے مخاطب یہود ہیں اور بعض کے نزدیک تمام کفار اور بعض کے نزدیک مومنین (جمل) **ف۲۴** جنگ بدر میں۔ **ف۲۵** یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم اور آپ کے اصحاب ان کی کل تعداد تین سو تیرہ تھی، ستتر مہاجر اور دو سو چھتیس انصار، مہاجرین کے صاحبِ رایت (جن کے ہاتھ میں پرچم تھا وہ) حضرت علی مرتضی تھے اور انصار کے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما۔ اس کل لشکر میں دو گھوڑے ستر اونٹ اور چھ زرہ، آٹھ تلواریں تھیں اور اس واقعہ میں چودہ صحابہ شہید ہوئے، چھ مہاجر اور آٹھ انصار۔ **ف۲۶** کفار کی تعداد نو سو پچاس تھی ان کا سردار عتبہ بن ربیعہ تھا اور ان کے پاس سو گھوڑے تھے اور سات سو اونٹ اور بکثرت زرہ اور ہتھیار تھے۔ (جمل) **ف۲۷** خواہ اس کی تعداد قلیل ہی ہو اور سروسامان کی کتنی ہی کمی ہو۔ **ف۲۸** تاکہ شہوت پرستوں اور خدا پرستوں کے درمیان فرق و امتیاز ظاہر ہو،

الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ

ہے وف۲۹ اور اللہ ہے جس کے پاس اچھا ٹھکانا وف۳۰ تم فرماؤ کیا میں تمہیں اس سے وف۳۱ بہتر چیز

ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

بتادوں پرہیزگاروں کے لیے ان کے رب کے پاس جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں رواں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ

ہمیشہ ان میں رہیں گے اور ستھری بیبیاں وف۳۲ اور اللہ کی خوشنودی وف۳۳ اور اللہ بندوں کو

بِالْعِبَادِ ﴿۱۵﴾ ۚ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا

دیکھتا ہے وف۳۴ وہ جو کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم ایمان لائے تو ہمارے گناہ معاف کر

وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۶﴾ ۚ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ

اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے صبر والے وف۳۵ اور سچے وف۳۶ اور ادب والے اور راہ خدا میں خرچنے والے

وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۷﴾ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ

اور پچھلے پہرے معافی مانگنے والے وف۳۷ اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وف۳۸

وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ

اور فرشتوں نے اور عالموں نے وف۳۹ انصاف سے قائم ہو کر اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں عزت والا

جیسا کہ دوسری آیت میں ارشاد فرمایا: ''اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا''۔ وف۲۹ اس سے کچھ عرصہ نفع پہنچتا ہے پھر فنا ہو جاتی ہے۔ انسان کو چاہیے کہ متاعِ دنیا کو ایسے کام میں خرچ کرے جس میں اس کی عاقبت کی درستی اور سعادتِ آخرت ہو۔ وف۳۰ جنت۔ تو چاہیے کہ اس کی رغبت کی جائے اور دنیائے ناپائیدار کی فانی مرغوبات سے دل نہ لگایا جائے۔ وف۳۱ متاعِ دنیا سے۔ وف۳۲ جو زنانہ عوارض اور ہر ناپسند و قابلِ نفرت چیز سے پاک۔ وف۳۳ اور یہ سب سے اعلیٰ نعمت ہے۔ وف۳۴ اور ان کے اعمال و احوال جانتا اور ان کی جزا دیتا ہے۔ وف۳۵ جو طاعتوں اور مصیبتوں پر صبر کریں اور گناہوں سے باز رہیں۔ وف۳۶ جن کے قول اور ارادے اور نیتیں سب سچی ہوں۔ وف۳۷ اس میں آخر شب میں نماز پڑھنے والے بھی داخل ہیں اور وقت سحر کے دعا و استغفار کرنے والے بھی، یہ وقت خلوت و اجابتِ دعا کا ہے۔ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ مرغ سے کم نہ رہنا کہ وہ تو سحر سے ندا کرے اور تم سوتے رہو۔ وف۳۸ **شان نزول:** اَحبارِ شام میں سے دو شخص سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب انہوں نے مدینہ طیبہ دیکھا تو ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ نبی آخر الزماں کے شہر کی یہی صفت ہے جو اس شہر میں پائی جاتی ہے۔ جب آستانہ اقدس پر حاضر ہوئے تو انہوں نے حضور کے شکل و شمائل توریت کے مطابق دیکھ کر حضور کو پہچان لیا اور عرض کیا: آپ محمد ہیں؟ حضور نے فرمایا: ہاں۔ پھر عرض کیا کہ آپ احمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: ہم ایک سوال کرتے ہیں اگر آپ نے ٹھیک جواب دے دیا تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ فرمایا: سوال کرو! انہوں نے عرض کیا کہ کتابُ اللّٰہ میں سب سے بڑی شہادت کون سی ہے؟ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس کو سن کر وہ دونوں حَبُر (یہودی عالم) مسلمان ہوگئے۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللّٰہ عنہ سے مروی ہے کہ کعبہ معظّمہ میں تین سو ساٹھ بت تھے، جب مدینہ طیبہ میں یہ آیت نازل ہوئی تو کعبہ کے اندر وہ سب سجدہ میں گر گئے۔ وف۳۹ یعنی انبیاء و اولیاء نے۔

النصف

الْحَكِيْمُ ۝١٨ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ قف وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ

حکمت والا بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے ف۴۰ اور پھوٹ میں نہ پڑے

اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ

کتابی ف۴۱ مگر بعد اس کے کہ انہیں علم آچکا ف۴۲ اپنے دلوں کی جلن سے ف۴۳ اور جو اللہ کی

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝١٩ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ

آیتوں کا منکر ہو تو بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے پھر اے محبوب اگر وہ تم سے حجت کریں تو فرمادو میں اپنا منہ اللہ

وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۭ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ

کے حضور جھکائے ہوں اور جو میرے پیرو ہوئے ف۴۴ اور کتابیوں اور اَن پڑھوں سے فرماؤ ف۴۵

ءَاَسْلَمْتُمْ ۭ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ

کیا تم نے گردن رکھی ف۴۶ پس اگر وہ گردن رکھیں جب تو راہ پاگئے اور اگر منہ پھیریں تو تم پر تو یہی حکم پہنچا

الْبَلٰغُ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝٢٠ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

دینا ہے ف۴۷ اور اللہ بندوں کو دیکھ رہا ہے وہ جو اللہ کی آیتوں سے منکر ہوتے

ع ۱۰ / ۲

وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ

اور پیغمبروں کو ناحق شہید کرتے ف۴۸ اور انصاف کا حکم کرنے والوں کو

بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝٢١ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ

قتل کرتے ہیں انہیں خوشخبری دو دردناک عذاب کی یہ ہیں وہ جن کے

ف۴۰ اس کے سوا کوئی اور دین مقبول نہیں۔ یہود و نصارٰی وغیرہ کفار جو اپنے دین کو افضل و مقبول کہتے ہیں اس آیت میں ان کے دعوے کو باطل کردیا۔ ف۴۱ یہ آیت یہود و نصارٰی کے حق میں وارد ہوئی، جنہوں نے اسلام کو چھوڑا اور انہوں نے سید انبیاء محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم کی نبوت میں اختلاف کیا۔ ف۴۲ وہ اپنی کتابوں میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی نعت وصفت دیکھ چکے اور انہوں نے پہچان لیا کہ یہی وہ نبی ہیں جن کی کتب الٰہیہ میں خبریں دی گئی ہیں۔ ف۴۳ یعنی ان کے اختلاف کا سبب ان کا حسد اور منافعِ دنیویہ کی طمع ہے۔ ف۴۴ یعنی میں اور میرے متبعین ہمہ تن (یکسوئی سے پورے طور پر) اللہ تعالٰی کے فرمانبردار اور مطیع ہیں، ''ہمارا دین'' دینِ توحید ہے، جس کی صحت تمہیں خود اپنی کتابوں سے بھی ثابت ہوچکی ہے تو اس میں تمہارا ہم سے جھگڑا کرنا بالکل باطل ہے۔ ف۴۵ جتنے کافر غیر کتابی ہیں وہ اُمّیّٖنَ میں داخل ہیں، انہیں میں سے عرب کے مشرکین بھی ہیں۔ ف۴۶ اور دین اسلام کے حضور سرِ نیاز خم کیا یا باوجود براہین بیّنہ قائم ہونے کے تم ابھی تک اپنے کفر پر ہو۔ یہ دعوت اسلام کا ایک پیرایہ ہے، اور اس طرح انہیں دین حق کی طرف بلایا جاتا ہے۔ ف۴۷ وہ تم نے پورا کرہی دیا اس سے انہوں نے نفع نہ اٹھایا تو نقصان میں وہ رہے۔ اس میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی تسکین خاطر ہے کہ آپ ان کے ایمان نہ لانے سے رنجیدہ نہ ہوں۔ ف۴۸ جیسا کہ بنی اسرائیل نے صبح کو ایک ساعت کے اندر تینتالیس نبیوں کو قتل کیا، پھر جب ان میں سے ایک سو بارہ عابدوں نے اُٹھ کر انہیں نیکیوں کا حکم دیا اور بدیوں سے منع کیا تو اسی روز شام کو انہیں بھی قتل کردیا۔ اس آیت میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ کے یہود کو توبیخ ہے کیونکہ وہ اپنے آباؤ اجداد کے ایسے بدترین فعل سے راضی ہیں۔

حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ٘ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴿۲۲﴾ اَلَمْ

عمل اکارت گئے دنیا و آخرت میں ف۴۹ اور ان کا کوئی مددگار نہیں ف۵۰ کیا تم نے

تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ یُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ

انہیں نہ دیکھا جنھیں کتاب کا ایک حصہ ملا ف۵۱ کتابُ اللّٰہ کی طرف بلائے جاتے ہیں

لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ یَتَوَلّٰى فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ وَ هُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾ ذٰلِكَ

کہ وہ ان کا فیصلہ کرے پھر ان میں کا ایک گروہ اس سے روگرداں ہو کر پھر جاتا ہے ف۵۲ یہ جرأت ف۵۳

بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ۪ وَّ غَرَّهُمْ فِیْ

انہیں اس لیے ہوئی کہ وہ کہتے ہیں ہرگز ہمیں آگ نہ چھوئے گی مگر گنتی کے دنوں ف۵۴ اور ان کے

دِیْنِهِمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَكَیْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ

دین میں انہیں فریب دیا اس جھوٹ نے جو باندھتے تھے ف۵۵ تو کیسی ہوگی جب ہم انہیں اکٹھا کریں گے اس دن کے لیے جس میں شک

فِیْهِ۫ وَ وُفِّیَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾ قُلِ

نہیں ف۵۶ اور ہر جان کو اس کی کمائی پوری بھر دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ ہوگا یوں عرض کر

ف۴۹ **مسئلہ:** اس آیت سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی جناب میں بے ادبی کفر ہے اور یہ بھی کہ کفر سے تمام اعمال اکارت ہوجاتے ہیں۔ **ف۵۰** کہ انہیں عذابِ الٰہی سے بچائے۔ **ف۵۱** یعنی یہود کو کہ انہیں توریت شریف کے علوم و احکام سکھائے گئے تھے جن میں سید عالم صلی اللّٰہ علیہ وسلّم کے اوصاف و احوال اور دینِ اسلام کی حقانیت کا بیان ہے۔ اس سے لازم آتا تھا کہ جب حضور تشریف فرما ہوں اور انہیں قرآن کریم کی طرف دعوت دیں تو وہ حضور پر اور قرآن شریف پر ایمان لائیں اور اس کے احکام کی تعمیل کریں لیکن ان میں سے بہتوں نے ایسا نہیں کیا۔ اس تقدیر پر آیت میں ''مِنَ الْكِتَابِ'' سے توریت اور ''كتابُ اللّٰه'' سے قرآن شریف مراد ہے۔ **ف۵۲ شانِ نزول:** اس آیت کے شانِ نزول میں حضرت ابنِ عباس رضی اللّٰہ عنہما سے ایک روایت یہ آئی ہے کہ ایک مرتبہ سید عالم صلی اللّٰہ علیہ وسلّم بیت المدراس میں تشریف لے گئے اور وہاں یہود کو اسلام کی دعوت دی۔ نُعیم ابن عمرو اور حارث ابن زید نے کہا کہ اے محمد! (صلی اللّٰہ علیہ وسلّم) آپ کس دین پر ہیں؟ فرمایا: ملت ابراہیمی پر۔ وہ کہنے لگے: حضرت ابراہیم علیہ السلام تو یہودی تھے۔ سید عالم صلی اللّٰہ علیہ وسلّم نے فرمایا: توریت لاؤ! ابھی ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ ہوجائے گا۔ اس پر نہ جمے اور منکر ہوگئے، اس پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔ اس تقدیر پر آیت میں ''كتابُ اللّٰه'' سے توریت مراد ہے۔ انہیں حضرت ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما سے ایک روایت یہ بھی مروی ہے کہ یہودِ خیبر میں سے ایک مرد نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا تھا اور توریت میں ایسے گناہ کی سزا پتھر مار مار کر ہلاک کردینا ہے لیکن چونکہ یہ لوگ یہودیوں میں اونچے خاندان کے تھے اس لیے انہوں نے ان کا سنگسار کرنا گوارا نہ کیا اور اس معاملہ کو باین امید سید عالم صلی اللّٰہ علیہ وسلّم کے پاس لائے کہ شاید آپ سنگسار کرنے کا حکم نہ دیں مگر حضور نے ان دونوں کے سنگسار کرنے کا حکم دیا، اس پر یہود طیش میں آئے اور کہنے لگے کہ اس گناہ کی یہ سزا نہیں آپ نے ظلم کیا۔ حضور نے فرمایا کہ فیصلہ توریت پر رکھو۔ کہنے لگے: یہ انصاف کی بات ہے۔ توریت منگائی گئی اور عبد اللّٰہ بن صوریا یہود کے بڑے عالم نے اس کو پڑھا، اس میں آیت رجم آئی، جس میں سنگسار کرنے کا حکم تھا، عبد اللّٰہ نے اس پر ہاتھ رکھ لیا اور اس کو چھوڑ گیا۔ حضرت عبد اللّٰہ بن سلام نے اس کا ہاتھ ہٹا کر آیت پڑھ دی یہودی ذلیل ہوئے اور وہ یہودی مرد و عورت جنہوں نے زنا کیا تھا حضور کے حکم سے سنگسار کیے گئے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ **ف۵۳** کتاب الٰہی سے روگردانی کرنے کی۔ **ف۵۴** یعنی چالیس دن یا ایک ہفتہ پھر کچھ غم نہیں۔ **ف۵۵** اور ان کا یہ قول تھا کہ ہم اللّٰہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں، وہ ہمیں گناہوں پر عذاب نہ کرے گا مگر بہت تھوڑی مدت **ف۵۶** اور وہ روزِ قیامت ہے۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ

اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت

تَشَآءُ٘ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُؕ بِیَدِكَ الْخَیْرُؕ اِنَّكَ

چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے بے شک تو

عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝۲۶ تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِی

سب کچھ کر سکتا ہے ف۵۷ تو رات کا حصہ دن میں ڈالے اور دن کا حصہ رات میں

الَّیْلِ٘ وَ تُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ٘

ڈالے ف۵۸ اور مردہ سے زندہ نکالے اور زندہ سے مُردہ نکالے ف۵۹

وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝۲۷ لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ

اور جسے چاہے بے گنتی دے مسلمان کافروں کو اپنا دوست

اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَۚ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰهِ

نہ بنالیں مسلمانوں کے سوا ف۶۰ اور جو ایسا کرے گا اسے اللہ سے کچھ علاقہ (تعلق)

فِیْ شَیْءٍ اِلَّاۤ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةًؕ وَ یُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗؕ وَ اِلَی

نہ رہا مگر یہ کہ تم ان سے کچھ ڈرو ف۶۱ اور اللہ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے اور اللہ

اللّٰهِ الْمَصِیْرُ ۝۲۸ قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِیْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ یَعْلَمْهُ

ہی کی طرف پھرنا ہے تم فرما دو کہ اگر تم اپنے جی کی بات چھپاؤ یا ظاہر کرو اللہ کو سب

ف۵۷ شانِ نزول: فتح مکہ کے وقت سیدانبیاء صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی امت کو ملکِ فارس وروم کی سلطنت کا وعدہ دیا تو یہود ومنافقین نے اس کو بہت بعید سمجھا اور کہنے لگے: کہاں محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلّم) اور کہاں فارس وروم کے ملک! وہ بڑے زبردست اور نہایت محفوظ ہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور آخر کار حضور کا وہ وعدہ پورا ہو کر رہا۔ **ف۵۸** یعنی کبھی رات کو بڑھائے دن کو گھٹائے اور کبھی دن کو بڑھا کر رات کو گھٹائے یہ تیری قدرت ہے، تو فارس وروم سے ملک لے کر غلامان مصطفےٰ (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلّم) کو عطا کرنا اس کی قدرت سے کیا بعید ہے! **ف۵۹** ''مُردہ سے زندہ کا نکالنا'' اس طرح ہے جیسے کہ زندہ انسان کو نطفۂ بے جان سے، اور پرند کے زندہ بچے کو بے روح انڈے سے، اور زندہ دل مومن کو مردہ دل کافر سے، اور ''زندہ سے مردہ نکالنا'' اس طرح جیسے کہ زندہ انسان سے نطفۂ بے جان، اور زندہ پرند سے بے جان انڈا، اور زندہ دل ایمان دار سے مردہ دل کافر۔ **ف۶۰ شانِ نزول:** حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جنگ اَحزاب کے دن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا کہ میرے ساتھ پانچ سو یہودی ہیں جو میرے حلیف ہیں، میری رائے ہے کہ میں دشمن کے مقابل ان سے مدد حاصل کروں، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور کافروں کو دوست اور مددگار بنانے کی ممانعت فرمائی گئی۔ **ف۶۱** کفار سے دوستی ومحبت ممنوع وحرام ہے، انہیں راز دار بنانا، ان سے موالات کرنا ناجائز ہے، اگر جان یا مال کا خوف ہو تو ایسے وقت صرف ظاہری برتاؤ جائز ہے۔

اللّٰهُ ؕ وَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ

معلوم ہے اور جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور ہر چیز پر اللہ کا

قَدِیْرٌ ﴿۲۹﴾ یَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَیْرٍ مُّحْضَرًا ۚۛ وَّ مَا

قابو ہے جس دن ہر جان نے جو بھلا کام کیا حاضر پائے گی ؈۶۲ اور جو

عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚۛ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَیْنَهَا وَ بَیْنَهٗۤ اَمَدًۢا بَعِیْدًا ؕ

بُرا کام کیا امید کرے گی کاش مجھ میں اور اس میں دور کا فاصلہ ہوتا ؈۶۳

وَ یُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۳۰﴾ ع قُلْ اِنْ كُنْتُمْ

اور اللہ تمہیں اپنے عذاب سے ڈراتا ہے اور اللہ بندوں پر مہربان ہے اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم

تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ

اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہوجاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا ؈۶۴ اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۳۱﴾ قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ

بخشنے والا مہربان ہے تم فرما دو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا ؈۶۵ پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ

لَا یُحِبُّ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۳۲﴾ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ

کو خوش نہیں آتے کافر بے شک اللہ نے چن لیا آدم اور نوح اور ابراہیم کی آل

وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۳﴾ لا ذُرِّیَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ؕ وَ اللّٰهُ

اور عمران کی آل کو سارے جہان سے ؈۶۶ یہ ایک نسل ہے ایک دوسرے سے ؈۶۷ اور اللہ

معانقۃ ۳

ع ۳ / ۱۱

؈۶۲ یعنی روزِ قیامت ہر نفس کو اعمال کی جزا ملے گی اور اس میں کچھ کمی و کوتاہی نہ ہوگی۔ ؈۶۳ یعنی میں نے یہ برا کام نہ کیا ہوتا۔ ؈۶۴ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ کی محبت کا دعویٰ جب ہی سچا ہوسکتا ہے جب آدمی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا متبع ہو اور حضور کی اطاعت اختیار کرے۔ **شانِ نزول:** حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم قریش کے پاس ٹھہرے، جنہوں نے خانہ کعبہ میں بت نصب کیے تھے اور انہیں سجا سجا کر ان کو سجدہ کررہے تھے۔ حضور نے فرمایا: اے گروہ قریش! خدا کی قسم! تم اپنے آباء حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کے دین کے خلاف ہوگئے۔ قریش نے کہا کہ ہم ان بتوں کو اللہ کی محبت میں پوجتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کریں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ محبت الٰہی کا دعویٰ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی اتباع و فرمانبرداری کے بغیر قابل قبول نہیں، جو اس دعوے کا ثبوت دینا چاہے حضور کی غلامی کرے۔ اور حضور نے بت پرستی کو منع فرمایا تو بت پرستی کرنے والا حضور کا نافرمان اور محبت الٰہی کے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ ؈۶۵ یہی اللہ کی محبت کی نشانی ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت بغیر اطاعتِ رسول نہیں ہوسکتی۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے: جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ ؈۶۶ یہود نے کہا تھا کہ ہم حضرت ابراہیم و اسحٰق و یعقوب علیہم الصلوۃ والسلام کی اولاد سے ہیں اور انہیں کے دین پر ہیں، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتا دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو اسلام کے ساتھ برگزیدہ کیا تھا اور تم اے یہود! اسلام پر نہیں ہو تو تمہارا یہ دعویٰ غلط ہے۔ ؈۶۷ ان میں باہم نسلی تعلقات بھی ہیں اور آپس میں یہ حضرات ایک دوسرے کے معاون و مددگار بھی۔

سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۳۴﴾ اِذۡ قَالَتِ امۡرَاَتُ عِمۡرٰنَ رَبِّ اِنِّیۡ نَذَرۡتُ لَكَ مَا فِیۡ

سنتا جانتا ہے جب عمران کی بی بی نے عرض کی و۶۸ اے رب میرے میں تیرے لیے منت مانتی ہوں جو میرے پیٹ

بَطۡنِیۡ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلۡ مِنِّیۡ ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا

میں ہے کہ خالص تیری ہی خدمت میں رہے و۶۹ تو تُو مجھ سے قبول کرلے بے شک تو ہی ہے سنتا جانتا پھر جب

وَضَعَتۡهَا قَالَتۡ رَبِّ اِنِّیۡ وَضَعۡتُهَاۤ اُنۡثٰی ؕ وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا وَضَعَتۡ ؕ

اسے جنا بولی اے رب میرے یہ تو میں نے لڑکی جنی و۷۰ اور اللہ کو خوب معلوم ہے جو کچھ وہ جنی

وَلَيۡسَ الذَّكَرُ كَالۡاُنۡثٰی ۚ وَاِنِّیۡ سَمَّيۡتُهَا مَرۡيَمَ وَاِنِّیۡۤ اُعِيۡذُهَا بِكَ

اور وہ لڑکا جو اس نے مانگا اس لڑکی سا نہیں و۷۱ اور میں نے اس کا نام مریم رکھا و۷۲ اور میں اسے اور اس کی اولاد کو تیری

وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ ﴿۳۶﴾ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوۡلٍ حَسَنٍ

پناہ میں دیتی ہوں راندے ہوئے شیطان سے تو اُسے اس کے رب نے اچھی طرح قبول کیا و۷۳

وَّاَنۡۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ؕ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيۡهَا زَكَرِيَّا

اور اسے اچھا پروان چڑھایا و۷۴ اور اسے زکریا کی نگہبانی میں دیا جب زکریا اس کے پاس اس کی

و۶۸ عمران دو ہیں: ایک عمران بن یَصۡہُر بن فاہث بن لاوی بن یعقوب یہ تو حضرت موسیٰ و ہارون کے والد ہیں، دوسرے عمران بن ماثان یہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ مریم کے والد ہیں۔ دونوں عمرانوں کے درمیان ایک ہزار آٹھ سو برس کا فرق ہے۔ یہاں دوسرے عمران مراد ہیں، ان کی بی بی صاحبہ کا نام حَنَّہ بنت فاقوذا ہے، یہ مریم علیہا السلام کی والدہ ہیں۔ و۶۹ اور تیری عبادت کے سوا دنیا کا کوئی کام اس کے متعلق نہ ہو، بیت المقدس کی خدمت اس کے ذمہ ہو۔ علماء نے واقعہ اس طرح ذکر کیا ہے کہ حضرت زکریا و عمران دونوں ہم زلف تھے۔ فاقوذا کی دختر ایشاع جو حضرت یحییٰ کی والدہ ہیں اور ان کی بہن حَنَّہ جو فاقوذا کی دوسری دختر اور حضرت مریم کی والدہ ہیں، وہ عمران کی بی بی تھیں۔ ایک زمانہ تک حَنَّہ کے اولاد نہیں ہوئی یہاں تک کہ بڑھاپا آ گیا اور مایوسی ہوگئی۔ یہ صالحین کا خاندان تھا اور یہ سب لوگ اللہ کے مقبول بندے تھے۔ ایک روز حَنَّہ نے ایک درخت کے سایہ میں ایک چڑیا دیکھی جو اپنے بچے کو بھرا (کھلا) رہی تھی۔ یہ دیکھ کر آپ کے دل میں اولاد کا شوق پیدا ہوا اور بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ یارب! اگر تو مجھے بچہ دے تو میں اس کو بیت المقدس کا خادم بناؤں اور اس خدمت کے لیے حاضر کردوں۔ جب وہ حاملہ ہوئیں اور انہوں نے یہ نذر مان لی تو ان کے شوہر نے فرمایا کہ یہ تم نے کیا کیا؟ اگر لڑکی ہوگئی تو! وہ اس قابل کہاں ہے؟ اس زمانہ میں لڑکوں کو خدمت بیت المقدس کے لیے دیا جاتا تھا اور لڑکیاں عوارض نسائی اور زنانہ کمزوریوں اور مردوں کے ساتھ نہ رہ سکنے کی وجہ سے اس قابل نہیں سمجھی جاتی تھیں، اس لیے ان صاحبوں کو شدید فکر لاحق ہوئی اور حَنَّہ کے وضع حمل سے قبل عمران کا انتقال ہوگیا۔ و۷۰ حَنَّہ نے یہ کلمہ اعتذار کے طور پر (یعنی عذر بیان کرتے ہوئے) کہا اور ان کو حسرت و غم ہوا کہ لڑکی ہوئی تو نذر کس طرح پوری ہوسکے گی؟ و۷۱ کیونکہ یہ لڑکی اللہ کی عطا ہے اور اس کے فضل سے فرزند سے زیادہ فضیلت رکھنے والی ہے۔ یہ صاحبزادی حضرت مریم تھیں اور اپنے زمانہ کی عورتوں میں سب سے اجمل و افضل تھیں۔ و۷۲ مریم کے معنی عابدہ ہیں۔ و۷۳ اور نذر میں لڑکے کی جگہ حضرت مریم کو قبول فرمایا۔ حَنَّہ نے ولادت کے بعد حضرت مریم کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر بیت المقدس میں احبار کے سامنے رکھدیا۔ یہ احبار حضرت ہارون کی اولاد میں تھے اور بیت المقدس میں ان کا منصب ایسا تھا جیسا کہ کعبہ شریف میں حجبہ کا، چونکہ حضرت مریم ان کے امام اور ان کے صاحب قُربان کی دختر تھیں اور ان کا خاندان بنی اسرائیل میں بہت اعلیٰ اور اہل علم کا خاندان تھا، اس لیے ان سب نے جن کی تعداد ستائیس تھی، حضرت مریم کو لینے اور ان کا تکفُّل (دیکھ بھال) کرنے کی رغبت کی۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا: میں ان کا سب سے زیادہ حق دار ہوں کیونکہ میرے گھر میں ان کی خالہ ہیں۔ معاملہ اس پر ختم ہوا کہ قرعہ ڈالا جائے، قرعہ حضرت زکریا ہی کے نام پر نکلا۔ و۷۴ حضرت مریم

الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۗ قَالَتْ

نماز پڑھنے کی جگہ جاتے اس کے پاس نیا رزق پاتے ف۷۵ کہا اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا بولیں

هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾

وہ اللہ کے پاس سے ہے بے شک اللہ جسے چاہے بے گنتی دے ف۷۶

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِىْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً

یہاں ف۷۷ پکارا زکریا اپنے رب کو بولا اے رب میرے مجھے اپنے پاس سے دے ستھری

طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّىْ فِى

اولاد بے شک تو ہی ہے دعا سننے والا تو فرشتوں نے اسے آواز دی اور وہ اپنی نماز کی جگہ کھڑا نماز

الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ

پڑھ رہا تھا ف۷۸ بے شک اللہ آپ کو مژدہ دیتا ہے یحییٰ کا جو اللہ کی طرف کے ایک کلمہ کی ف۷۹ تصدیق کرے گا

وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۹﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ

اور سردار ف۸۰ اور ہمیشہ کے لیے عورتوں سے بچنے والا اور نبی ہمارے خاصوں میں سے ف۸۱ بولا اے میرے رب میرے لڑکا کہاں

غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِىَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِىْ عَاقِرٌ ۗ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا

سے ہوگا مجھے تو پہنچ گیا بڑھاپا ف۸۲ اور میری عورت بانجھ ف۸۳ فرمایا اللہ یوں ہی کرتا ہے جو

ایک دن میں اتنا بڑھتی تھیں جتنا اور بچے ایک سال میں۔ ف۷۵ بے فصل میوے جو جنت سے اترتے اور حضرت مریم نے کسی عورت کا دودھ نہ پیا۔ ف۷۶ حضرت مریم نے صغرسنی میں کلام کیا جبکہ وہ پالنے (جھولے) میں پرورش پارہی تھیں، جیسا کہ ان کے فرزند حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی حال میں کلام فرمایا۔ مسئلہ: یہ آیت کرامات اولیاء کے ثبوت کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں پر خوارق (کرامات) ظاہر فرماتا ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے جب یہ دیکھا تو فرمایا: جو ذات پاک مریم کو بے وقت، بے فصل اور بغیر سبب کے میوہ عطا فرمانے پر قادر ہے، وہ بے شک اس پر قادر ہے کہ میری بانجھ بی بی کو نئی تندرستی دے اور مجھے اس بڑھاپے کی عمر میں امید منقطع ہوجانے کے بعد فرزند عطا کرے۔ بایں خیال آپ نے دعا کی جس کا اگلی آیت میں بیان ہے۔ ف۷۷ یعنی محراب بیت المقدس میں دروازے بند کرکے دعا کی۔ ف۷۸ حضرت زکریا علیہ السلام عالم کبیر تھے۔ قربانیاں بارگاہ الٰہی میں آپ ہی پیش کیا کرتے تھے اور مسجد شریف میں بغیر آپ کے اذن کے کوئی داخل نہیں ہوسکتا تھا۔ جس وقت محراب میں آپ نماز میں مشغول تھے اور باہر آدمی دخول کی اجازت کا انتظار کررہے تھے، دروازہ بند تھا، اچانک آپ نے ایک سفید پوش جوان دیکھا، وہ حضرت جبریل تھے، انہوں نے آپ کو فرزند کی بشارت دی، جو "اَنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکَ" میں بیان فرمائی گئی۔ ف۷۹ کلمہ سے مراد حضرت عیسیٰ ابن مریم ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے "کُن" فرما کر بغیر باپ کے پیدا کیا، اور ان پر سب سے پہلے ایمان لانے اور ان کی تصدیق کرنے والے حضرت یحییٰ ہیں، جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عمر میں چھ ماہ بڑے تھے۔ یہ دونوں حضرات خالہ زاد بھائی تھے۔ حضرت یحییٰ کی والدہ اپنی بہن حضرت مریم سے ملیں تو انہیں اپنے حاملہ ہونے پر مطلع کیا۔ حضرت مریم نے فرمایا: میں بھی حاملہ ہوں۔ حضرت یحییٰ کی والدہ نے کہا: اے مریم! مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میرے پیٹ کا بچہ تمہارے پیٹ کے بچے کو سجدہ کرتا ہے۔ ف۸۰ "سید" اس رئیس کو کہتے ہیں جو مخدوم و مطاع ہو۔ حضرت یحییٰ مومنین کے سردار اور علم و حلم و دین میں ان کے رئیس تھے۔ ف۸۱ حضرت زکریا علیہ السلام نے براہِ تعجب عرض کیا: ف۸۲ اور عمر ایک سو بیس سال کی ہوچکی۔ ف۸۳ ان کی عمر اٹھانوے سال کی۔ مقصود سوال سے یہ ہے کہ بیٹا

يَشَآءُ ﴿٤٠﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْۤ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ

چاہے ف۸۴ عرض کی اے میرے رب میرے لیے کوئی نشانی کر دے ف۸۵ فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ تین دن تو لوگوں

ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ

سے بات نہ کرے مگر اشارہ سے اور اپنے رب کی بہت یاد کر ف۸۶ اور کچھ دن رہے (شام) اور تڑکے (صبح)

وَالْاِبْكَارِ ﴿٤١﴾ ع وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ

اس کی پاکی بول اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم بے شک اللہ نے تجھے چن لیا ف۸۷ اور خوب ستھرا کیا ف۸۸

وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٢﴾ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ

اور آج سارے جہاں کی عورتوں سے تجھے پسند کیا ف۸۹ اے مریم اپنے رب کے حضور ادب سے کھڑی ہو ف۹۰ اور اس کے لیے سجدہ کر

وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿٤٣﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ

اور رکوع والوں کے ساتھ رکوع کر یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں ف۹۱

وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۪ وَمَا

اور تم اُن کے پاس نہ تھے جب وہ اپنی قلموں سے قرعہ ڈالتے تھے کہ مریم کس کی پرورش میں رہیں اور تم

كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿٤٤﴾ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ

ان کے پاس نہ تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے ف۹۲ اور یاد کرو جب فرشتوں نے مریم سے کہا اے مریم اللہ

يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۙ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي

تجھے بشارت دیتا ہے اپنے پاس سے ایک کلمہ کی ف۹۳ جس کا نام ہے مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا رودار ہوگا ف۹۴

کس طرح عطا ہوگا؟ آیا میری جوانی لوٹائی جائے گی اور بی بی کا بانجھ ہونا دور کیا جائے گا یا ہم دونوں اپنے حال پر رہیں گے۔ ف۸۴ بڑھاپے میں فرزند عطا کرنا اس کی قدرت سے کچھ بعید نہیں۔ ف۸۵ جس سے مجھے اپنی بی بی کے حمل کا وقت معلوم ہوتا کہ میں اور زیادہ شکر و عبادت میں مصروف ہوں۔ ف۸۶ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آدمیوں کے ساتھ گفتگو کرنے سے زبان مبارک تین روز تک بند رہی اور تسبیح و ذکر پر آپ قادر رہے اور یہ ایک عظیم معجزہ ہے کہ جس میں جوارح (اعضاء) صحیح و سالم ہوں اور زبان سے تسبیح و تقدیس کے کلمات ادا ہوتے رہیں مگر لوگوں کے ساتھ گفتگو نہ ہو سکے اور یہ علامت اس لیے مقرر کی گئی کہ اس نعمت عظیمہ کے ادائے حق میں زبان ذکر و شکر کے سوا اور کسی بات میں مشغول نہ ہو۔ ف۸۷ کہ باوجود عورت ہونے کے بیت المقدس کی خدمت کے لیے نذر میں قبول فرمایا اور یہ بات ان کے سوا کسی عورت کو میسر نہ آئی۔ اسی طرح ان کے لیے جنتی رزق بھیجنا، حضرت زکریا کو ان کا کفیل بنانا، یہ حضرت مریم کی برگزیدگی ہے۔ ف۸۸ مرد رسیدگی سے اور گناہوں سے اور بقول بعضے زنانے عوارض سے۔ ف۸۹ کہ بغیر باپ کے بیٹا دیا اور ملائکہ کا کلام سنوایا۔ ف۹۰ جب فرشتوں نے یہ کہا تو حضرت مریم نے اتنا طویل قیام کیا کہ آپ کے قدم مبارک پر ورم آ گیا اور پاؤں پھٹ کر خون جاری ہو گیا۔ ف۹۱ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلّم کو غیب کے علوم عطا فرمائے۔ ف۹۲ باوجود اس کے آپ کا ان واقعات کی اطلاع دینا دلیل قوی ہے اس کی کہ آپ کو غیبی علوم عطا فرمائے گئے۔ ف۹۳ یعنی ایک فرزند کی۔ ف۹۴ صاحب جاہ و منزلت۔

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ

دنیا اور آخرت میں اور قرب والا ۹۵ اور لوگوں سے بات کرے گا پالنے (جھولے) میں ۹۶

وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ

اور پکی عمر میں ۹۷ اور خاصوں میں ہوگا بولی اے میرے رب میرے بچہ کہاں سے ہوگا مجھے تو

يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۭ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا

کسی شخص نے ہاتھ نہ لگایا ۹۸ فرمایا اللہ یوں ہی پیدا کرتا ہے جو چاہے جب کسی کام کا حکم فرمائے

فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

تو اس سے یہی کہتا ہے کہ ہوجا وہ فوراً ہو جاتا ہے اور اللہ اسے سکھائے گا کتاب اور حکمت

وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۴۸﴾ ۚ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ اَنِّيْ قَدْ

اور توریت اور انجیل اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف یہ فرماتا ہوا کہ

جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْــــَٔةِ الطَّيْرِ

میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں ۹۹ تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لیے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں

فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ

پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے ۱۰۰ اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سپید (سفید) داغ والے کو ۱۰۱

وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ

اور میں مردے جلاتا (زندہ کرتا) ہوں اللہ کے حکم سے ۱۰۲ اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع

---

۹۵ بارگاہِ الٰہی میں۔ ۹۶ بات کرنے کی عمر سے قبل ۹۷ آسمان سے نزول کے بعد۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین کی طرف اتریں گے، جیسا کہ احادیث میں وارد ہوا ہے اور دجال کو قتل کریں گے۔ ۹۸ اور دستور یہ ہے کہ بچہ عورت و مرد کے اختلاط (ملاپ) سے ہوتا ہے، تو مجھے بچہ کس طرح عطا ہوگا نکاح سے یا یونہی بغیر مرد کے؟ ۹۹ جو میرے دعوائے نبوت کے صدق کی دلیل ہے۔ ۱۰۰ جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبوت کا دعویٰ کیا اور معجزات دکھائے تو لوگوں نے درخواست کی کہ آپ ایک چمگادڑ پیدا کریں۔ آپ نے مٹی سے چمگادڑ کی صورت بنائی، پھر اس میں پھونک ماری، تو وہ اڑنے لگی۔ چمگادڑ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اڑنے والے جانوروں میں بہت اکمل اور عجیب تر ہے اور قدرت پر دلالت کرنے میں اوروں سے ابلغ (زیادہ قوی ہے) کیونکہ وہ بغیر پروں کے تو اڑتی ہے اور دانت رکھتی ہے اور ہنستی ہے اور اس کی مادہ کے چھاتی ہوتی ہے اور بچہ جنتی ہے باوجودیکہ اڑنے والے جانوروں میں یہ باتیں نہیں ہیں۔ ۱۰۱ جس کا برص عام ہوگیا ہو اور اطباء اس کے علاج سے عاجز ہوں، چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں طب انتہائے عروج پر تھی اور اس کے ماہرین امر علاج میں یدِ طولیٰ (بڑی مہارت) رکھتے تھے، اس لیے ان کو اسی قسم کے معجزے دکھائے گئے تاکہ معلوم ہو کہ طب کے طریقہ سے جس کا علاج ممکن نہیں ہے اس کو تندرست کر دینا یقیناً معجزہ اور نبی کے صدق نبوت کی دلیل ہے۔ وہب کا قول ہے کہ اکثر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک ایک دن میں پچاس پچاس ہزار مریضوں کا اجتماع ہو جاتا تھا، ان میں جو چل سکتا تھا وہ حاضر خدمت ہوتا تھا اور جسے چلنے کی طاقت نہ ہوتی اس کے پاس خود حضرت تشریف لے

بُیُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۴۹﴾ۚ وَ مُصَدِّقًا

کر رکھتے ہو ف۱۰۳ بے شک ان باتوں میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو اور تصدیق کرتا

لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ لِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْكُمْ

آیا ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی اور اس لیے کہ حلال کروں تمہارے لیے کچھ وہ چیزیں جو تم پر حرام تھیں ف۱۰۴

وَ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۫ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۵۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ

اور میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لایا ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو بے شک میرا تمہارا

وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ﴿۵۱﴾ فَلَمَّاۤ اَحَسَّ عِیْسٰى

سب کا رب اللہ ہے تو اسی کو پوجو ف۱۰۵ یہ ہے سیدھا راستہ پھر جب عیسیٰ نے

مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ

ان سے کفر پایا ف۱۰۶ بولا کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف حواریوں نے کہا ف۱۰۷ ہم

جاتے اور دعا فرما کر اس کو تندرست کرتے اور اپنی رسالت پر ایمان لانے کی شرط کر لیتے۔ ف۱۰۲ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چار شخصوں کو زندہ کیا: ایک عازر جس کو آپ کے ساتھ اخلاص تھا، جب اس کی حالت نازک ہوئی تو اس کی بہن نے آپ کو اطلاع دی مگر وہ آپ سے تین روز کی مسافت کے فاصلہ پر تھا، جب آپ تین روز میں وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ اس کے انتقال کو تین روز ہو چکے، آپ نے اس کی بہن سے فرمایا: ہمیں اس کی قبر پر لے چل وہ لے گئی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی عازر باذن الٰہی زندہ ہو کر قبر سے باہر آیا اور مدت تک زندہ رہا اور اس کے اولاد ہوئی۔ ایک بڑھیا کا لڑکا جس کا جنازہ حضرت کے سامنے جا رہا تھا، آپ نے اس کے لیے دعا فرمائی، وہ زندہ ہو کر نعش برداروں کے کندھوں سے اتر پڑا کپڑے پہنے گھر آیا زندہ رہا، اولاد ہوئی۔ ایک عاشر کی لڑکی شام کو مری اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے اس کو زندہ کیا۔ ایک سام بن نوح جن کی وفات کو ہزاروں برس گزر چکے تھے، لوگوں نے خواہش کی کہ آپ ان کو زندہ کریں۔ آپ ان کی نشاندہی سے قبر پر پہنچے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی سام نے سنا کوئی کہنے والا کہتا ہے: ''اَجِبْ رُوْحَ اللّٰهِ'' (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو جواب دیں) یہ سنتے ہی وہ مرعوب اور خوفزدہ اٹھ کھڑے ہوئے اور انہیں گمان ہوا کہ قیامت قائم ہوگئی، اس ہول (خوف) سے ان کا نصف سر سفید ہوگیا، پھر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ دوبارہ انہیں سکرات موت کی تکلیف نہ ہو بغیر اس کے واپس کیا جائے چنانچہ اسی وقت ان کا انتقال ہوگیا، اور باذن اللّٰہ فرمانے میں رد ہے نصاریٰ کا جو حضرت مسیح کی اُلُوہِیَّت کے قائل تھے۔ ف۱۰۳ جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے بیماروں کو اچھا کیا اور مردوں کو زندہ کیا تو بعض لوگوں نے کہا کہ یہ تو جادو ہے اور کوئی معجزہ دکھایئے! تو آپ نے فرمایا کہ جو تم کھاتے ہو اور جو جمع کر رکھتے ہو، میں اس کی تمہیں خبر دیتا ہوں۔ اسی سے ثابت ہوا کہ غیب کے علوم انبیاء کا معجزہ ہیں، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دست مبارک پر یہ معجزہ بھی ظاہر ہوا، آپ آدمی کو بتا دیتے تھے جو وہ کل کھا چکا اور آج کھائے گا اور جو اگلے وقت کے لیے تیار کر رکھا۔ آپ کے پاس بچے بہت سے جمع ہو جاتے تھے، آپ انہیں بتاتے تھے کہ تمہارے گھر فلاں چیز تیار ہوئی ہے، تمہارے گھر والوں نے فلاں فلاں چیز کھائی ہے، فلاں چیز تمہارے لیے اٹھا رکھی ہے، بچے گھر جاتے روتے گھر والوں سے وہ چیز مانگتے گھر والے وہ چیز دیتے اور ان سے کہتے کہ تمہیں کس نے بتایا؟ بچے کہتے: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے، تو لوگوں نے اپنے بچوں کو آپ کے پاس آنے سے روکا اور کہا: وہ جادوگر ہیں، ان کے پاس نہ بیٹھو اور ایک مکان میں سب بچوں کو جمع کر دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بچوں کو تلاش کرتے تشریف لائے تو لوگوں نے کہا: وہ یہاں نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر اس مکان میں کون ہے؟ انہوں نے کہا: سؤر ہیں۔ فرمایا: ایسا ہی ہوگا۔ اب جو دروازہ کھولتے ہیں تو سب سؤر ہی سؤر تھے۔ الحاصل غیب کی خبریں دینا انبیاء کا معجزہ ہے اور بے وساطت انبیاء کوئی بشر امور غیب پر مطلع نہیں ہو سکتا۔ ف۱۰۴ جو شریعتِ موسیٰ علیہ السلام میں حرام تھیں جیسے کہ اونٹ کے گوشت، مچھلی، کچھ پرند۔ ف۱۰۵ یہ اپنی عبدیت کا اقرار اور اپنی ربوبیت کی نفی ہے۔ اس میں نصاریٰ کا رد ہے۔ ف۱۰۶ یعنی جب حضرت عیسیٰ

اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۵۲﴾ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا بِمَاۤ

دین خدا کے مددگار ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ گواہ ہو جائیں کہ ہم مسلمان ہیں ف۱۰۸ اے رب ہمارے ہم اس پر ایمان لائے جو

اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ

تو نے اُتارا اور رسول کے تابع ہوئے تو ہمیں حق پر گواہی دینے والوں میں لکھ لے اور کافروں نے مکر کیا ف۱۰۹ اور اللہ نے ان کے ہلاک کی

اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ ع اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰۤى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ

ع ۵ ۱۳

خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ سب سے بہتر چھپی تدبیر والا ہے ف۱۱۰ یاد کرو جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا ف۱۱۱

وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ

اور تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا ف۱۱۲ اور تجھے کافروں سے پاک کردوں گا اور تیرے

اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ

پیروؤں کو ف۱۱۳ قیامت تک تیرے منکروں پر ف۱۱۴ غلبہ دوں گا پھر تم سب میری طرف پلٹ کر آؤ گے

فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

تو میں تم میں فیصلہ فرما دوں گا جس بات میں جھگڑتے ہو تو وہ جو کافر ہوئے

علیہ الصلوۃ والسلام نے دیکھا کہ یہود اپنے کفر پر قائم ہیں اور آپ کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں اور اتنی آیات باہرات اور معجزات سے اثر پذیر نہیں ہوئے اور اس کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے پہچان لیا تھا کہ آپ ہی وہ مسیح ہیں جن کی توریت میں بشارت دی گئی ہے اور آپ ان کے دین کو منسوخ کریں گے تو جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے دعوت کا اظہار فرمایا تو یہ ان پر بہت شاق گزرا اور وہ آپ کے ایذا و قتل کے درپے ہوئے اور آپ کے ساتھ انہوں نے کفر کیا۔ **ف۱۰۷** حواری وہ مخلصین ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین کے مددگار تھے اور آپ پر اول ایمان لائے یہ بارہ اشخاص تھے۔ **ف۱۰۸ مسئلہ:** اس آیت سے ایمان و اسلام کے ایک ہونے پر استدلال کیا جاتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پہلے انبیاء کا دین اسلام تھا نہ کہ یہودیت و نصرانیت۔ **ف۱۰۹** یعنی کفار بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ مکر کیا کہ دھوکے کے ساتھ آپ کے قتل کا انتظام کیا اور اپنے ایک شخص کو اس کام پر مقرر کر دیا۔ **ف۱۱۰** اللہ تعالیٰ نے ان کے مکر کا یہ بدلہ دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا، اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی شباہت (شکل و صورت) اس شخص پر ڈال دی جو ان کے قتل کے لیے آمادہ ہوا تھا چنانچہ یہود نے اس کو اسی شبہ پر قتل کر دیا۔ **مسئلہ:** لفظ ''مکر'' لغت عرب میں ''سِتر'' یعنی پوشیدگی کے معنی میں ہے۔ اسی لیے خفیہ تدبیر کو بھی مکر کہتے ہیں اور وہ تدبیر اگر اچھے مقصد کے لیے ہو تو محمود اور کسی قبیح غرض کے لیے ہو تو مذموم ہوتی ہے، مگر اردو زبان میں یہ لفظ فریب کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے، اس لیے ہرگز شان الٰہی میں نہ کہا جائے گا، اور اب چونکہ عربی میں بھی بمعنی خداع کے معروف ہو گیا ہے، اس لیے عربی میں بھی شان الٰہی میں اس کا اطلاق جائز نہیں آیت میں جہاں کہیں وارد ہوا وہ خفیہ تدبیر کے معنی میں ہے۔ **ف۱۱۱** یعنی تمہیں کفار قتل نہ کر سکیں گے۔ (مدارک وغیرہ) **ف۱۱۲** آسمان پر محل کرامت اور مقر ملائکہ میں بغیر موت کے۔ حدیث شریف میں ہے: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: حضرت عیسیٰ میری امت پر خلیفہ ہو کر نازل ہوں گے، صلیب توڑیں گے، خنازیر کو قتل کریں گے، چالیس سال رہیں گے، نکاح فرمائیں گے، اولاد ہوگی، پھر آپ کا وصال ہوگا، وہ امت کیسے ہلاک ہو جس کے اوّل میں ہوں اور آخر عیسیٰ اور وسط میں میرے اہل بیت میں سے مہدی۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام منارۂ شرقی دمشق پر نازل ہوں گے۔ یہ بھی وارد ہوا کہ حجرۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم میں مدفون ہوں گے۔ **ف۱۱۳** یعنی مسلمانوں کو جو آپ کی نبوت کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ **ف۱۱۴** جو یہود ہیں۔

فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ٘ وَمَا لَهُمْ مِّنْ

میں انہیں دنیا و آخرت میں سخت عذاب کروں گا اور ان کا کوئی

نّٰصِرِیْنَ ﴿۵۶﴾ وَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْهِمْ

مددگار نہ ہوگا اور وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اللہ ان کا نیگ (اجر)

اُجُوْرَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۵۷﴾ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَیْكَ مِنَ

انہیں بھرپور دے گا اور ظالم اللہ کو نہیں بھاتے یہ ہم تم پر پڑھتے ہیں کچھ

الْاٰیٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِیْمِ ﴿۵۸﴾ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ

آیتیں اور حکمت والی نصیحت عیسٰی کی کہاوت اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے ۱۱۵

خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿۵۹﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا

اسے مٹی سے بنایا پھر فرمایا ہو جا وہ فوراً ہو جاتا ہے اے سننے والے یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے تو

تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِیْنَ ﴿۶۰﴾ فَمَنْ حَآجَّكَ فِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ

شک والوں میں نہ ہونا پھر اے محبوب جو تم سے عیسٰی کے بارے میں حجت کریں بعد اس کے کہ تمہیں علم

الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ

آ چکا تو ان سے فرما دو آؤ ہم تم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں

وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۟ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى

اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مُباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی

الْكٰذِبِیْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ؕ

لعنت ڈالیں ۱۱۶ یہی بے شک سچا بیان ہے ۱۱۷ اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ۱۱۸

۱۱۵ **شانِ نزول:** نصارٰی نجران کا ایک وفد سید عالم صلی اللّٰہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آیا اور وہ لوگ حضور سے کہنے لگے: آپ گمان کرتے ہیں کہ عیسٰی اللّٰہ کے بندے ہیں؟ فرمایا: ہاں، اس کے بندے اور اس کے رسول اور اس کے کلمے جو کنواری بتول عذراء کی طرف القاء کیے گئے۔ نصارٰی یہ سن کر بہت غصہ میں آئے اور کہنے لگے یا محمد! کیا تم نے کبھی بے باپ کا انسان دیکھا ہے؟ اس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں۔ (مَعَاذَاللّٰہ) اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور یہ بتایا گیا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام صرف بغیر باپ ہی کے ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام تو ماں اور باپ دونوں کے بغیر مٹی سے پیدا کیے گئے۔ تو جب انہیں اللّٰہ کی مخلوق اور بندہ مانتے ہو تو حضرت عیسٰی علیہ السلام کو اللّٰہ کی مخلوق و بندہ ماننے میں کیا تعجب ہے۔ ۱۱۶ جب رسول کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلّم نے نصارٰی نجران کو یہ آیت پڑھ کر سنائی اور مُباہلہ کی دعوت دی (یعنی فریقین کا ایک دوسرے کیلئے اس طرح بددعا کرنا کہ جو جھوٹا ہو وہ ہلاک ہو جائے مباہلہ کہلاتا ہے۔) تو کہنے لگے کہ ہم غور اور مشورہ کرلیں کل آپ کو جواب دیں گے۔ جب وہ جمع ہوئے تو انہوں نے اپنے سب سے بڑے عالم اور صاحبِ رائے شخص عاقب سے کہا کہ اے عبد المسیح آپ

وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۶۲﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ

اور بے شک اللہ ہی غالب ہے حکمت والا پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ فسادیوں کو

بِالْمُفْسِدِیْنَ ﴿۶۳﴾ ع قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَیْنَنَا

ع ۶ / ۱۴

جانتا ہے تم فرماؤ اے کتابیو ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں

وَ بَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْـًٔا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا

یکساں ہے ف۱۱۹ یہ کہ عبادت نہ کریں مگر خدا کی اور اس کا شریک کسی کو نہ کریں ف۱۲۰ اور ہم میں کوئی ایک دوسرے

بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا

کو رب نہ بنالے اللہ کے سوا ف۱۲۱ پھر اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو تم گواہ رہو کہ ہم

مُسْلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ مَاۤ اُنْزِلَتِ

مسلمان ہیں اے کتاب والو ابراہیم کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو توریت و

التَّوْرٰىةُ وَ الْاِنْجِیْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۵﴾ هٰۤاَنْتُمْ

انجیل تو نہ اتری مگر ان کے بعد تو کیا تمہیں عقل نہیں ف۱۲۲ سنتے ہو یہ جو

کی کیارائے ہے؟ اس نے کہا کہ اے جماعت نصارٰی تم پہچان چکے کہ محمد نبی مرسل تو ضرور ہیں اگر تم نے ان سے مباہلہ کیا تو سب ہلاک ہوجاؤ گے۔ اب اگر نصرانیت پر قائم رہنا چاہتے ہو تو انہیں چھوڑ و اور گھر کو لوٹ چلو۔ یہ مشورہ ہونے کے بعد وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضور کی گود میں تو امام حسین ہیں اور دست مبارک میں حسن کا ہاتھ اور فاطمہ اور علی حضور کے پیچھے ہیں (رضی اللہ تعالٰی عنهم) اور حضور ان سب سے فرمارہے ہیں کہ جب میں دعا کروں تو تم سب آمین کہنا۔ نجران کے سب سے بڑے نصرانی عالم (پادری) نے جب ان حضرات کو دیکھا تو کہنے لگا: اے جماعت نصارٰی! میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ لوگ اللہ سے پہاڑ کو ہٹادینے کی دعا کریں تو اللہ تعالٰی پہاڑ کو جگہ سے ہٹادے۔ ان سے مباہلہ نہ کرنا ہلاک ہوجاؤ گے اور قیامت تک روئے زمین پر کوئی نصرانی باقی نہ رہے گا۔ یہ سن کر نصارٰی نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ مباہلہ کی تو ہماری رائے نہیں ہے۔ آخر کار انہوں نے جزیہ دینا منظور کیا مگر مباہلہ کے لیے تیار نہ ہوئے۔ سید عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اس کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! نجران والوں پر عذاب قریب آہی چکا تھا اگر وہ مباہلہ کرتے تو بندروں اور سوروں کی صورت میں مسخ کردیے جاتے اور جنگل آگ سے بھڑک اٹھتا، اور نجران اور وہاں کے رہنے والے پرند تک نیست و نابود ہوجاتے اور ایک سال کے عرصہ میں تمام نصارٰی ہلاک ہوجاتے۔ ف۱۱۷ کہ حضرت عیسٰی اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور ان کا وہ حال ہے جو اوپر مذکور ہوچکا۔ ف۱۱۸ اس میں نصارٰی کا بھی رد ہے اور تمام مشرکین کا بھی۔ ف۱۱۹ اور قرآن اور توریت اور انجیل اس میں مختلف نہیں۔ ف۱۲۰ نہ حضرت عیسٰی کو نہ حضرت عزیر کو نہ اور کسی کو۔ ف۱۲۱ جیسا کہ یہود و نصارٰی نے احبار و رہبان (یہودی علماء و عیسائی راہبوں) کو بنایا کہ انہیں سجدے کرتے اور ان کی عبادتیں کرتے۔ (جمل) ف۱۲۲ **شان نزول:** نجران کے نصارٰی اور یہود کے احبار میں مباحثہ ہوا یہودیوں کا دعوٰی تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے اور نصرانیوں کا یہ دعوٰی تھا کہ آپ نصرانی تھے۔ یہ نزاع بہت بڑھا تو فریقین نے سید عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو حَکَم مانا اور آپ سے فیصلہ چاہا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور علمائے توریت وانجیل پر ان کا کمال جہل ظاہر کردیا گیا کہ ان میں سے ہر ایک کا دعوٰی ان کے کمال جہل کی دلیل ہے۔ یہودیت و نصرانیت توریت وانجیل کے نزول کے بعد پیدا ہوئیں اور حضرت موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ جن پر توریت نازل ہوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے صدہا برس بعد ہے اور حضرت عیسٰی جن پر انجیل نازل ہوئی، ان کا زمانہ حضرت موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد دو ہزار برس کے قریب ہوا ہے اور توریت وانجیل کسی میں آپ کو یہودی یا نصرانی نہیں فرمایا گیا باوجود اس کے آپ کی نسبت یہ دعوٰی جہل وحماقت کی انتہا ہے۔

هٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ

تم ہو ف۱۲۳ اس میں جھگڑے جس کا تمہیں علم تھا ف۱۲۴ تو اس میں ف۱۲۵ مجھ سے کیوں جھگڑتے ہو جس کا

لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ

تمہیں علم ہی نہیں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ف۱۲۶ ابراہیم نہ

يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ

یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ ہر باطل سے جدا مسلمان تھے اور مشرکوں سے

الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۶۷﴾ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا

نہ تھے ف۱۲۷ بے شک سب لوگوں سے ابراہیم کے زیادہ حق دار وہ تھے جو ان کے پیرو ہوئے ف۱۲۸ اور یہ

النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ

نبی ف۱۲۹ اور ایمان والے ف۱۳۰ اور ایمان والوں کا والی اللہ ہے کتابیوں کا ایک گروہ

مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا

دل سے چاہتا ہے کہ کسی طرح تمہیں گمراہ کر دیں اور وہ اپنے ہی آپ کو گمراہ کرتے ہیں اور

يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۹﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ

انہیں شعور نہیں ف۱۳۱ اے کتابیو اللہ کی آیتوں سے کیوں کفر کرتے ہو حالانکہ تم خود

تَشْهَدُوْنَ ﴿۷۰﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ

گواہ ہو ف۱۳۲ اے کتابیو حق میں باطل کیوں ملاتے ہو ف۱۳۳ اور حق کیوں

الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۱﴾ ع وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا

ع ۷ ۸ ۱۵

چھپاتے ہو حالانکہ تمہیں خبر ہے اور کتابیوں کا ایک گروہ بولا ف۱۳۴ وہ جو

ف۱۲۳ اے اہل کتاب! تم ف۱۲۴ اور تمہاری کتابوں میں اس کی خبر دی گئی تھی یعنی نبی آخر الزماں صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ظہور اور آپ کی نعت وصفت کی جب یہ سب کچھ جان پہچان کر بھی تم حضور پر ایمان نہ لائے اور تم نے اس میں جھگڑا کیا۔ ف۱۲۵ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہودی یا نصرانی کہتے ہیں۔ ف۱۲۶ حقیقت حال یہ ہے کہ ف۱۲۷ تو نہ کسی یہودی یا نصرانی کا اپنے آپ کو دین میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب کرنا صحیح ہوسکتا ہے نہ کسی مشرک کا۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس میں یہود و نصارٰی پر تعریض ہے کہ وہ مشرک ہیں۔ ف۱۲۸ اور ان کے عہد نبوت میں ان پر ایمان لائے اور ان کی شریعت پر عامل رہے۔ ف۱۲۹ سید عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم ف۱۳۰ اور آپ کے امتی۔ ف۱۳۱ شانِ نزول: یہ آیت حضرت معاذ بن جبل و حذیفہ بن یمان اور عمار بن یاسر (رضی اللہ تعالٰی عنہم) کے حق میں نازل ہوئی جن کو یہود اپنے دین میں داخل کرنے کی کوشش کرتے اور یہودیت کی دعوت دیتے تھے۔ اس میں بتایا گیا کہ یہ ان کی ہوس خام (فضول خواہش) ہے، وہ ان کو گمراہ نہ کرسکیں گے۔ ف۱۳۲ اور تمہاری کتابوں میں سید عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نعت وصفت موجود ہے اور تم جانتے ہو کہ وہ نبی برحق ہیں اور ان کا دین سچا دین۔ ف۱۳۳ اپنی کتابوں میں تحریف وتبدیل کر کے۔

بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَ اكْفُرُوْۤا اٰخِرَهٗ

ایمان والوں پر اُترا ۱۳۵ صبح کو اس پر ایمان لاؤ اور شام کو منکر ہو جاؤ

لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَ لَا تُؤْمِنُوْۤا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِیْنَكُمْ قُلْ اِنَّ

شاید وہ پھر جائیں ۱۳۶ اور یقین نہ لاؤ مگر اس کا جو تمہارے دین کا پیرو ہے تم فرما دو کہ

الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ اَنْ یُّؤْتٰۤى اَحَدٌ مِّثْلَ مَاۤ اُوْتِیْتُمْ اَوْ یُحَآجُّوْكُمْ

اللہ ہی کی ہدایت ہدایت ہے ۱۳۷ (یقین کا ہے کا نہ لاؤ) اس کا کہ کسی کو ملے ۱۳۸ جیسا تمہیں ملا یا کوئی تم پر حجت لا سکے

عِنْدَ رَبِّكُمْ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَ اللّٰهُ

تمہارے رب کے پاس ۱۳۹ تم فرما دو کہ فضل تو اللہ ہی کے ہاتھ ہے جسے چاہے دے اور اللہ

وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۷۳﴾ یَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ

وسعت والا علم والا ہے اپنی رحمت سے ۱۴۰ خاص کرتا ہے جسے چاہے ۱۴۱ اور اللہ بڑے فضل

الْعَظِیْمِ ﴿۷۴﴾ وَ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ یُّؤَدِّهٖۤ

والا ہے اور کتابیوں میں کوئی وہ ہے کہ اگر تو اس کے پاس ایک ڈھیر امانت رکھے تو وہ تجھے ادا

اِلَیْكَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِیْنَارٍ لَّا یُؤَدِّهٖۤ اِلَیْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ

کردے گا ۱۴۲ اور ان میں کوئی وہ ہے کہ اگر ایک اشرفی اس کے پاس امانت رکھے تو وہ تجھے پھیر کر نہ دے گا مگر جب تک تو اس کے

عَلَیْهِ قَآىٕمًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَیْسَ عَلَیْنَا فِی الْاُمِّیّٖنَ سَبِیْلٌ

سر پر کھڑا رہے ۱۴۳ یہ اس لیے کہ وہ کہتے ہیں کہ اَن پڑھوں ۱۴۴ کے معاملہ میں ہم پر کوئی مؤاخذہ نہیں

---

۱۳۴ اور انہوں نے باہم مشورہ کر کے یہ مکر سوچا۔ ۱۳۵ یعنی قرآن شریف۔ ۱۳۶ شان نزول: یہود اسلام کی مخالفت میں رات دن نئے نئے مکر کیا کرتے تھے۔ خیبر کے علماءِ یہود کے بارہ شخصوں نے باہمی مشورہ سے ایک یہ مکر سوچا کہ ان کی ایک جماعت صبح کو اسلام لے آئے اور شام کو مرتد ہو جائے اور لوگوں سے کہے کہ ہم نے اپنی کتابوں میں جو دیکھا تو ثابت ہوا کہ محمد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وسلّم وہ نبی موعود نہیں ہیں جن کی ہماری کتابوں میں خبر ہے تاکہ اس حرکت سے مسلمانوں کو دین میں شبہ پیدا ہو، لیکن اللہ تعالٰی نے یہ آیت نازل فرما کر ان کا یہ راز فاش کر دیا اور ان کا یہ مکر نہ چل سکا اور مسلمان پہلے سے خبردار ہو گئے۔ ۱۳۷ اور جو اس کے سوا ہے وہ باطل و گمراہی ہے۔ ۱۳۸ دین و ہدایت اور کتاب و حکمت اور شرفِ فضیلت۔ ۱۳۹ روزِ قیامت۔ ۱۴۰ یعنی نبوت و رسالت سے۔ ۱۴۱ مسئلہ: اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبوت جس کسی کو ملتی ہے اللہ کے فضل سے ملتی ہے، اس میں استحقاق کا دخل نہیں۔ (خازن) ۱۴۲ شان نزول: یہ آیت اہل کتاب کے حق میں نازل ہوئی اور اس میں ظاہر فرمایا گیا کہ ان میں دو قسم کے لوگ ہیں: امین و خائن۔ بعض تو ایسے ہیں کہ کثیر مال ان کے پاس امانت رکھا جائے تو بے کم و کاست وقت پر ادا کر دیں جیسے حضرت عبد اللہ بن سلام جن کے پاس ایک قریشی نے بارہ سو اُوقیہ (تقریباً ۲ من ۱۲ کلو) سونا امانت رکھا تھا آپ نے اس کو ویسا ہی ادا کیا اور بعض اہل کتاب میں اتنے بددیانت ہیں کہ تھوڑے پر بھی ان کی نیت بگڑ جاتی ہے جیسے کہ فِنحاص بن عازوراء جس کے پاس کسی نے ایک اشرفی امانت رکھی تھی، مانگتے وقت اس سے مکر گیا۔ ۱۴۳ اور جب ہی دینے والا اس کے پاس سے ہٹے وہ مال امانت ہضم کر جاتا ہے۔ ۱۴۴ یعنی غیر کتابیوں۔

وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ

اور اللّٰہ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھتے ہیں ف۱۴۵ ہاں کیوں نہیں جس نے اپنا عہد پورا کیا

وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ

اور پرہیزگاری کی اور بے شک پرہیزگار اللّٰہ کو خوش آتے ہیں وہ جو اللّٰہ کے عہد اور اپنی قسموں کے

وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓىِٕكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ

بدلے ذلیل دام لیتے ہیں ف۱۴۶ آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں اور اللّٰہ نہ ان سے بات

اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۪ وَلَهُمْ عَذَابٌ

کرے نہ ان کی طرف نظر فرمائے قیامت کے دن اور نہ انہیں پاک کرے اور ان کے لیے دردناک

اَلِيْمٌ ﴿۷۷﴾ وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ

عذاب ہے ف۱۴۷ اور ان میں کچھ وہ ہیں جو زبان پھیر کر کتاب میں میل (ملاوٹ) کرتے ہیں کہ تم سمجھو

مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا

یہ بھی کتاب میں ہے اور وہ کتاب میں نہیں اور کہتے ہیں یہ اللّٰہ کے پاس سے ہے اور

هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۸﴾ مَا

وہ اللّٰہ کے پاس سے نہیں اور اللّٰہ پر دیدہ و دانستہ جھوٹ باندھتے ہیں ف۱۴۸ کسی

كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ

آدمی کا یہ حق نہیں کہ اللّٰہ اُسے کتاب اور حکم و پیغمبری دے ف۱۴۹ پھر وہ لوگوں

ف۱۴۵ کہ اس نے اپنی کتابوں میں دوسرے دین والوں کے مال ہضم کر جانے کا حکم دیا ہے، باوجودیکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ ان کی کتابوں میں کوئی ایسا حکم نہیں۔ ف۱۴۶ شانِ نزول: یہ آیت یہود کے اَحبار اور ان کے رؤساء ابورافع و کِنانہ بن ابی الحقیق اور کعب بن اشرف و حُیَیّ بن اخطب کے حق میں نازل ہوئی، جنہوں نے اللّٰہ تعالیٰ کا وہ عہد چھپایا تھا جو سیدعالم صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم پر ایمان لانے کے متعلق ان سے توریت میں لیا گیا۔ انہوں نے اس کو بدل دیا اور بجائے اس کے اپنے ہاتھوں سے کچھ کا کچھ لکھ دیا اور جھوٹی قسم کھائی کہ یہ اللّٰہ کی طرف سے ہے اور یہ سب کچھ انہوں نے اپنی جماعت کے جاہلوں سے رشوتیں اور زر حاصل کرنے کے لیے کیا۔ ف۱۴۷ مسلم شریف کی حدیث میں ہے سیدعالم صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم نے فرمایا: تین لوگ ایسے ہیں کہ روزِ قیامت اللّٰہ تعالیٰ نہ ان سے کلام فرمائے اور نہ ان کی طرف نظرِ رحمت کرے، نہ انہیں گناہوں سے پاک کرے اور انہیں دردناک عذاب ہے۔ اس کے بعد سیدعالم صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم نے اس آیت کو تین مرتبہ پڑھا۔ حضرت ابوذر راوی نے کہا کہ وہ لوگ ٹوٹے اور نقصان میں رہے، یارسول اللّٰہ! وہ کون لوگ ہیں؟ حضور نے فرمایا: ازار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا اور احسان جتانے والا اور اپنے تجارتی مال کو جھوٹی قسم سے رواج دینے والا۔ حضرت ابوامامہ کی حدیث میں ہے: سیدعالم صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم نے فرمایا: جو کسی مسلمان کا حق مارنے کے لئے قسم کھائے، اللّٰہ اس پر جنت حرام کرتا ہے اور دوزخ لازم کرتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللّٰہ! اگرچہ تھوڑی ہی چیز ہو۔ فرمایا: اگرچہ ببول کی شاخ ہی کیوں نہ ہو۔ ف۱۴۸ شانِ نزول: حضرت ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ دونوں کے حق میں نازل ہوئی کہ انہوں نے توریت و

لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا

سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ ف۱۵۰ ہاں یہ کہے گا کہ اللہ والے و۱۵۱ ہوجاؤ اس سبب سے کہ

كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ

تم کتاب سکھاتے ہو اور اس سے کہ تم درس کرتے ہو و۱۵۲ اور نہ تمہیں یہ حکم دے گا و۱۵۳ کہ

تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ

فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا ٹھیرالو کیا تمہیں کفر کا حکم دے گا بعد اس کے کہ

اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۰﴾ ع وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ

ع ۸/۹/۱۶

تم مسلمان ہولیے و۱۵۴ اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا و۱۵۵ جو میں تم کو

كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ

کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول و۱۵۶ کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے و۱۵۷ تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا

وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا

اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی

اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ فَمَنْ تَوَلّٰى

ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہوجاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں تو جو کوئی

بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ

اس و۱۵۸ کے بعد پھرے و۱۵۹ تو وہی لوگ فاسق ہیں ف۱۶۰ تو کیا اللہ کے دین کے سوا اور دین چاہتے ہیں و۱۶۱ اور اسی کے حضور

انجیل کی تحریف کی اور کتاب اللہ میں اپنی طرف سے جو چاہا ملایا۔ و۱۴۹ اور کمال علم و عمل عطا فرمائے اور گناہوں سے معصوم کرے۔ ف۱۵۰ یہ انبیاء سے ناممکن ہے اور ان کی طرف ایسی نسبت بہتان ہے۔ **شانِ نزول:** نجران کے نصاریٰ نے کہا کہ ہمیں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے حکم دیا ہے کہ ہم انہیں رب مانیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کی تکذیب کی اور بتایا کہ انبیاء کی شان سے ایسا کہنا ممکن ہی نہیں۔ اس آیت کے شانِ نزول میں دوسرا قول یہ ہے کہ ابو رافع یہودی اور سید نصرانی نے سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہا: یا محمد! آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی عبادت کریں اور آپ کو رب مانیں؟ حضور نے فرمایا: اللہ کی پناہ کہ میں غیر اللہ کی عبادت کا حکم کروں، نہ مجھے اللہ نے اس کا حکم دیا، نہ مجھے اس لیے بھیجا۔ و۱۵۱ ربانی کے معنی عالم فقیہ اور عالم باعمل اور نہایت دیندار کے ہیں۔ و۱۵۲ اس سے ثابت ہوا کہ علم و تعلیم کا ثمرہ یہ ہونا چاہیے کہ آدمی اللہ والا ہوجائے جسے علم سے یہ فائدہ نہ ہوا اس کا علم ضائع اور بیکار ہے۔ و۱۵۳ اللہ تعالیٰ یا اس کا کوئی نبی۔ و۱۵۴ ایسا کسی طرح نہیں ہوسکتا۔ و۱۵۵ حضرت علی مرتضیٰ (کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم (علیہ السلام) اور ان کے بعد جس کسی کو نبوت عطا فرمائی ان سے سید انبیاء محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نسبت عہد لیا اور ان انبیاء نے اپنی قوموں سے عہد لیا کہ اگر ان کی حیات میں سید عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم مبعوث ہوں تو آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی نصرت کریں۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضور تمام انبیاء میں سب سے افضل ہیں۔ و۱۵۶ یعنی سید عالم محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم و۱۵۷ اس طرح کہ ان کے صفات و احوال اس کے مطابق ہوں جو کتب انبیاء میں بیان فرمائے گئے ہیں۔ و۱۵۸ عہد و۱۵۹ اور آنے

اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ اِلَیْهِ

گردن رکھے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں ف۱۶۲ خوشی سے ف۱۶۳ اور مجبوری سے ف۱۶۴ اور اسی کی طرف

یُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَ مَاۤ اُنْزِلَ عَلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ

پھیریں گے یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اُترا اور جو اترا ابراہیم

وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ مَاۤ اُوْتِیَ مُوْسٰى وَ عِیْسٰى

اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور ان کے بیٹوں پر اور جو کچھ ملا موسیٰ اور عیسیٰ

وَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ۪ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ٘ وَ نَحْنُ لَهٗ

اور انبیاء کو ان کے رب سے ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے ف۱۶۵ اور ہم اسی کے حضور

مُسْلِمُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَ مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ

گردن جھکائے ہیں اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا

وَ هُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۸۵﴾ كَیْفَ یَهْدِی اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا

اور وہ آخرت میں زیاں کاروں (نقصان اٹھانے والوں میں) سے ہے کیونکر اللہ ایسی قوم کی ہدایت چاہے جو ایمان

بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ وَ شَهِدُوْۤا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّ جَآءَهُمُ الْبَیِّنٰتُ ؕ

لا کر کافر ہوگئے ف۱۶۶ اور گواہی دے چکے تھے کہ رسول ف۱۶۷ سچا ہے اور انہیں کھلی نشانیاں آچکی تھیں ف۱۶۸

وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۸۶﴾ اُولٰٓىٕكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَیْهِمْ

اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا ان کا بدلہ یہ ہے کہ ان پر

لَعْنَةَ اللّٰهِ وَ الْمَلٰٓىٕكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ﴿۸۷﴾ۙ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۚ لَا یُخَفَّفُ

لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں کی سب کی ہمیشہ اس میں رہیں نہ ان پر سے

والے نبی محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر ایمان لانے سے اعراض کرے۔ ف۱۶۰ خارج از ایمان۔ ف۱۶۱ بعد عہد لیے جانے کے اور دلائل واضح ہونے کے باوجود۔ ف۱۶۲ ملائکہ اور انسان و جنات۔ ف۱۶۳ دلائل میں نظر کرکے اور انصاف اختیار کرکے اور یہ اطاعت ان کو فائدہ دیتی اور نفع پہنچاتی ہے۔ ف۱۶۴ کسی خوف سے یا عذاب کے دیکھ لینے سے، جیسا کہ کافر عندالموت وقتِ یاس (مرتے وقت زندگی سے مایوس ہوکر) ایمان لاتا ہے، یہ ایمان اس کو قیامت میں نفع نہ دے گا۔ ف۱۶۵ جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے کیا کہ بعض پر ایمان لائے، بعض کے منکر ہوگئے۔ ف۱۶۶ شانِ نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما نے فرمایا کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی کہ یہود حضور کی بعثت سے قبل آپ کے وسیلہ سے دعائیں کرتے تھے اور آپ کی نبوت کے مُقِر (ماننے اور تسلیم کرنے والے) تھے، اور آپ کی تشریف آوری کا انتظار کرتے تھے۔ جب حضور کی تشریف آوری ہوئی تو حسداً آپ کا انکار کرنے لگے اور کافر ہوگئے۔ معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو کیسے توفیقِ ایمان دے کہ جو جان پہچان کر اور مان کر منکر ہوگئی۔ ف۱۶۷ یعنی سید انبیاء محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ ف۱۶۸ اور وہ روشن معجزات دیکھ چکے تھے۔

عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

عذاب ہلکا ہو اور نہ انہیں مہلت دی جائے مگر جنھوں نے اس کے بعد توبہ کی و۱۶۹

وَاَصْلَحُوْا ۗ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۸۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ

اور آپا (خودکو) سنبھالا تو ضرور اللہ بخشنے والا مہربان ہے بے شک وہ جو ایمان لا کر

اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

کافر ہوئے پھر اور کفر میں بڑھے ف۱۷۰ ان کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی و۱۷۱ اور وہی ہیں

الضَّآلُّوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ

بہکے ہوئے وہ جو کافر ہوئے اور کافر ہی مرے ان میں کسی سے

اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

زمین بھر سونا ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اگرچہ اپنی خلاصی کو دے اُن کے لیے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۹۱﴾ ع

درد ناک عذاب ہے اور ان کا کوئی یار نہیں

ع ۹ / ۱۱ / ۱۷

و۱۶۹ اور کفر سے باز آئے۔ **شانِ نزول:** حارث ابن سُوَید انصاری کو کفار کے ساتھ جا ملنے کے بعد ندامت ہوئی تو انہوں نے اپنی قوم کے پاس پیام بھیجا کہ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کریں کہ کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ تب وہ مدینہ منورہ میں تائب ہوکر حاضر ہوئے اور سید عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ ف۱۷۰ **شانِ نزول:** یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی، جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کے ساتھ کفر کیا، پھر کفر میں اور بڑھے، اور سید انبیاء محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور قرآن کے ساتھ کفر کیا، اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی جو سید عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بعثت سے قبل تو اپنی کتابوں میں آپ کی نعت و صفت دیکھ کر آپ پر ایمان رکھتے تھے اور آپ کے ظہور کے بعد کافر ہوگئے اور پھر کفر میں اور شدید ہوگئے۔ و۱۷۱ اس حال میں یا وقتِ موت یا اگر وہ کفر پر مرے۔